امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۲۶ رجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۲۰۲۲ء بروز سوموار | شمارہ نمبر 09

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ معاشرتی برائیاں مسلم قوم کو کمزور کر رہی ہیں
■ کیا ہم بے یقینی کے شکار ہیں
■ بڑے ماں باپ کا ہر حال میں خیال رکھئے
■ سیکولر اور جمہوری اداروں کو ——
■ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

ملک کا موجودہ منظر نامہ اور ہماری ذمہ داریاں

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہمارا ملک اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گذر رہا ہے، دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں، گائے کے تحفظ کے نام پر لوگوں کو مارا جا رہا ہے، گائے کے علاوہ دوسرے جانوروں کے گوشت کھانے پر بھی آپ کی جان جا سکتی ہے، جب تک جانچ رپورٹ آئے گی، اس نام پر آپ کا قتل ہو چکا ہوگا۔ داڑھی ٹوپی، حجاب اور شعائر اسلام کو اپنانے والوں کو راستہ چلتے طنز کے ساتھ بھدی بھدی گالیاں سنی پڑتی ہیں، راستہ گذرتے ہوئے آپ کو چڑھانے کے لیے ’’بھارت ماتا کی جے‘‘ کی آواز زور سے لگائی جاتی ہے، خواتین کی عزت وناموس سرعام لوٹی جارہی ہے، کسانوں کی حالت دردناک ہے، وہ خودکشی پر مجبور ہو رہے ہیں، نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے نفاذ نے چھوٹے کاروباریوں پر زندگی تنگ کر دی ہے اور کاروبار مندی کے دور سے گذر رہا ہے، کچے چمڑے لاتے لے جاتے لوگ ڈر رہے ہیں، جس کی وجہ سے ٹنریاں بند ہو رہی ہیں، لاکھوں روپے کے چمڑے بلو کر کے گوداموں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کا خریدار کوئی نہیں ہے، ٹیکسٹائل ورکروں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ دلت ہندوؤں کی حالت انتہائی خستہ ہے اور وہ تحریک کی راہ پر چل پڑے ہیں، کشمیر سلگ رہا ہے، دارجلنگ میں گورکھا لینڈ والے سر ابھار رہے ہیں اور تیزی سے علاحدگی کی راہ پر بڑھ رہے ہیں۔ ملک کی سرحدیں غیر محفوظ ہیں، ہمارے جوان مر رہے ہیں، نکسل وادیوں کے زور میں کمی نہیں آرہی ہے، بھوٹان سے متصل سرحد پر چینی افواج ہمیں آنکھیں دکھا رہی ہیں اور دھمکیاں دے رہی ہے، ٹرینوں کا سفر محفوظ نہیں ہے، فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند ہیں اور وہ غیر ضروری اور غیر حقیقی نعروں سے مسلمانوں کو پریشان، ہراساں اور خوف زدہ کرنے میں لگے ہیں، وزیر اعظم نے بعض موضوعات پر اپنی زبان کھولی ہے، جس کا کوئی بھی اثر فرقہ پرستوں پر نہیں ہوا کیوں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وزیر اعظم کا کام ’’نندا‘‘ کرنا نہیں، قانون کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے، اسی لیے ایک لیڈر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ’’تم مارتے رہو، ہم نندا کرتے رہیں گے‘‘، مذہبی استھان بھی محفوظ نہیں ہیں۔

ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں، ملک سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہم اس ملک کی سالمیت، قانون کے تحفظ اور اس کے نفاذ کے لیے ہر سطح پر کوشاں ہوں، ملک محفوظ اسی وقت رہے گا جب قانون کی بالادستی ہو، کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہ دی جائے، تحفظ گائے کے نام پر جن لوگوں نے خون خرابہ مچا رکھا ہے، ان سے سختی سے نمٹا جائے، یہ کام حکومت کے کرنے کا ہے، عوام تو صرف ان کاموں میں مدد دے سکتی ہے، اور قانون توڑنے والوں کے خلاف ان اداروں کی مدد کر سکتی ہے جن کا کام لا اینڈ آرڈر کا تحفظ ہے۔

’’ہماری‘‘ کا مطلب صرف مسلمان نہیں، اس ملک کے سارے باشندے ہیں اور اس میں ذات برادری، علاقہ، زبان، مسلک ومشرب کی قید نہیں ہے، دوسری طرف ہر مذہب کے لوگ بھی جو اس ملک میں رہتے ہیں، یہاں کے شہری ہیں، ان سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے آگے آئیں۔

ہمارا ماننا ہے کہ اس ملک میں سیکولرزم اور جمہوریت کی جڑیں بہت مضبوط ہیں، بی جے پی کے دور حکومت میں اسے کمزور کرنے کی منظم کوشش ہو رہی ہے، بحالیوں میں بھی آر ایس ایس سے وفاداری کو ملحوظ رکھا جا رہا ہے اور ہندوستان کی تاریخ کا پہلا موقع ہے کہ ملک کے تین اعلیٰ عہدے پر صدر، نائب صدر اور وزیر اعظم آر ایس ایس کے پروردہ اور نمک خوار فائز ہیں، اس کے باوجود یہاں کی اکثریت گنگا جمنی تہذیب کی عادی ہے، ایک بڑا گروپ وہ ہے جسے ہم سائلنٹ گروپ کہہ سکتے ہیں، اس سائلنٹ گروپ کو جمہوری اقدار کی حفاظت کے لیے آگے لانے کی ضرورت ہے، دلتوں، آدی باسیوں اور اقلیتوں کا اتحاد بھی ان حالات کو بدلنے میں معاون ہو سکتا ہے، یہ ملک کے لیے انتہائی ضروری ہے، اقتدار ابھی چونکہ فرقہ پرستوں کے ہاتھ میں ہے، اس لیے یہ کام ذرا مشکل ہے، لیکن ہم اسے ناممکن نہیں کہہ سکتے۔

اس ملک میں مسلمان دوسری بڑی اکثریت ہے، ملک سے محبت اور وفاداری کا تقاضہ ہے کہ ان حالات کو بدلنے کے لیے وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں کیوں کہ مسلمان ہی وہ امت ہے جس کے پاس اعلیٰ اخلاقی اقدار اور Moral Valus کا بڑا ذخیرہ ہے، اسے خیر کے کاموں میں تعاون کا حکم دیا گیا ہے اور گناہوں کے کاموں سے بچنے کی بات کہی گئی ہے، یہ بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکنے کا کام کرتی ہے، اسی لیے یہ خیر امت ہے، وقت آگیا ہے کہ حالات کو بدلنے کے لیے ہم اپنی جدوجہد کا آغاز کریں۔

اس کے لیے سب سے پہلا کام انابت الی اللہ ہے، اللہ کی طرف رجوع کرنا، اس کے سامنے گڑگڑا کر حالات بدلنے کے لیے دعا کرنا، اس لیے کہ اصل قوت وطاقت کا مرکز ومحور اللہ رب العزت کی ذات ہے، وہ چاہے تو پل میں سب کچھ ٹھیک کر دے، کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ہماری بد اعمالی اور بے عملی نصرت خداوندی کے دروازے پر رکاوٹ بن گئی ہے، ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں، اللہ کا خوف ہمارے دل میں ہو اور ہماری تمام حرکات وسکنات احکام الٰہی اور ہدایت نبوی کے تابع ہو تو اللہ کی مدد آئے گی اور حالات کا رخ بدلے گا، لیکن اس کے لیے اپنا محاسبہ اور اپنے اعمال کا قبلہ درست کرنا ہوگا۔

دوسرا کام کرنے کا یہ ہے کہ غیر ضروری جوش سے گریز کیا جائے، فیصلے جوش کے بجائے ہوش اور اقدام جذباتیت کے بجائے عقلیت سے کیے جائیں، غیر ضروری جوش سے ملت کو نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ملا ہے، اس لیے ہر حال میں تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور آخری حد تک کوشش کرنی چاہیے کہ ناگوار واقعات سامنے نہ آئیں، ٹالرنس کا ماحول بنانے سے یہ کام آسان ہوگا۔

تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ٹالنے کی ساری کوشش ناکام ہو جائے تو اقدام کے طور پر نہیں اپنی دفاع اور جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے، یہ ہمارا دستوری اور قانونی حق ہے، اس سلسلے میں ’’وہن‘‘ یعنی دنیا کی محبت اور موت کے خوف سے اوپر اٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے، یہ جذبہ اتنا مضبوط ہو کہ فرقہ پرستوں اور دہشت گردوں کو منہ کی کھانی پڑے، وہ جان لیں کہ ہم گاجر مولی نہیں ہیں، ایک موقع سے حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تھا کہ فسادات اسی شکل میں رک سکتے ہیں، جب مارنے والے کو یقین ہو کہ ہمیں بھی مارا جا سکتا ہے۔ (لہو پکارے گا آستین کا)

ٹیپو سلطان شہید نے کہا تھا ’’شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے‘‘، صبر اور برداشت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنی زندگی کی بقا کے لیے کوشش نہ کی جائے اور خوف ایسا مسلط ہو کہ ہم ہاتھ پاؤں تو کیا زبان بھی نہ ہلا سکیں، ملک کے سابق صدر اے پی جے عبد الکلام نے ایک بار کہا تھا کہ ’’طاقت وقوت کے ساتھ برداشت، کام کی حکمت عملی اور بے سروسامانی اور کمزوری کے ساتھ برداشت کا مطلب مجبوری ہے‘‘۔

چوتھا کام یہ کرنا چاہیے کہ اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات لوگوں تک پہونچائی جائیں، غلط فہمیاں جو پھیلائی جا رہی ہیں اس کو دور کرنے کے لیے عملی اقدام کیے جائیں، واقعہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہم مجرمانہ غفلت کے شکار ہیں، دعوت دین کے کام کو اس پیمانے پر ہم نے کیا ہی نہیں، جس قدر اس کی ضرورت تھی، دعوت کا یہ کام ہمیں زبان وقلم سے بھی کرنا چاہیے اور عمل سے بھی، اسلام کی خوبیاں کتابوں سے کم اور عمل سے زیادہ سمجھ میں آتی ہیں، تھیوری جاننا ضروری ہے، لیکن جب تک وہ پریکٹیکل کے مرحلے سے نہیں گذرے گا اس کی افادیت سامنے نہیں آسکتی۔

اس لیے ہم اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت وصداقت واضح کریں، ہمیں شکوہ ہے کہ عوامی نمائندہ اداروں میں ہم تعداد میں بہت کم ہیں، اس لیے ہماری آواز نہیں سنی جاتی، لیکن جہاں ہماری آواز کا سنا جانا یقینی ہے، اور جہاں جانے سے ہمیں کوئی روک نہیں سکتا، وہاں ہماری نمائندگی کتنے فی صد ہے، ذہن نہیں منتقل ہوا ہو تو میں بتاتا چلوں کہ مساجد کی پنج وقتہ نمازوں میں ہماری تعداد کتنی ہے، یہ وہ در ہے جہاں سب بات سنی جاتی ہے، اور سب کی سنی جاتی ہے، لیکن اللہ کے دربار میں جانے اور اس سے اپنی مرادیں مانگنے، اپنی تکالیف کو دور کرنے کے لیے درخواست کرنے سے ہم کس قدر گریزاں ہیں، یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی اور جہاں مانگنا ذلت نہیں، عبادت ہے، کاش مسلمان اس بات کو سمجھ لیتے۔

ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کے مقابلے ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں، ذات پات، مسلک ومشرب اور دوسرے فروعی مسائل میں الجھ کر ہم منتشر ہو گئے ہیں، اس انتشار نے ہمیں انتہائی کمزور کر دیا ہے، اس خول سے باہر آکر کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کو فروغ دینا چاہیے، اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے، کفر والحاد کے تیر چلانے سے گریز کرنا چاہیے، بعض فرقے واضح طور پر اسلام سے الگ ہیں، جیسے قادیانی، اس سے ہمارا اختلاف اساسی اور ختم نبوت کے اسلامی عقیدہ پر مبنی ہے، لیکن جن فرقوں سے اختلافات فروعی ہیں، ان سے چھیڑ چھاڑ اور ان کے خلاف آواز بلند کرنا جس سے فرقہ بندی کو فروغ ہو، اسلام کے شایان شان نہیں، اللہ رب العزت نے جس اسلام کو اپنا دین قرار دیا ہے، وہ صرف اور صرف اسلام ہے، اس کے آگے پیچھے کوئی مضاف، مضاف الیہ نہیں ہے۔

اچھی باتیں

’’ہمارے معاشرے میں اختلاف کرنے کو بدتمیزی، سچ بولنے کو بے ادبی اور خاموش رہنے کو مصلحت کہا جاتا ہے ☆ حد سے زیادہ سوچنے والا انسان اپنے کندھوں پر اپنی باتوں سوچوں کا وزن اٹھائے پھرتا ہے، ہر بات کو حد سے زیادہ سوچ کر اپنی اور دوسروں کی زندگی عذاب مت بنائیں، خوش رہیں اور خوش رہنے دیں ☆ انسان بھی عجب چیز ہے ساری زندگی دوسروں پر تبصرہ میں گذار دیتا ہے اور اسے اپنی خبر نہیں ہوتی ☆ کچھ لوگوں کے سینے میں دل دھڑکنے کا احساس دل کی بیماری تک جانے پر ہوتا ہے۔‘‘

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بے پردگی، بے حیائی کا زینہ

’’اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادر کی گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو ان کو تکلیف نہیں پہونچائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں‘‘ (سورۃ الاحزاب، آیت:۵۹)

مطلب: شرم وحیا عورت کا فطری لباس اور زینت ہے اور پردہ اس کی عزت وناموس کا نگہبان ہے، اگر حیا گئی تو سب کچھ گیا، پھر نہ عزت وآبرو محفوظ رہے گی اور نہ ہی انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی قدریں باقی رہیں گی، اس لئے دنیا کی تمام مہذب قوموں نے بے پردگی کو فحاشی وبے حیائی کا زینہ قرار دیا ہے اور اس کے سد باب کے لئے دور دور تک پہرے بٹھائے، تاکہ گوہر آبدار ناپاک نظروں کی ہوس سے آلودہ نہ ہوں، اس لئے خالق فطرت نے عورتوں کو بلا ضرورت گھر سے نکلنے سے منع کیا، ہاں اگر وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو ایسا گھونگھٹ استعمال کریں جس سے گذرنے والوں کو چہرہ نظر نہ آئے اور لوگ سمجھ جائیں کہ یہ شریف عورت ہے، بے حیا نہیں ہے، اس لئے کوئی ان سے تعرض نہ کرے، امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اشراف کی عورتوں اور لونڈیاں سب کھلی پھرتی تھیں اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کیا کرتے تھے، اللہ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈال لیں تاکہ انہیں اس لباس سے پہچان لیا جائے کہ وہ شریف عورتیں ہیں، ان کا پیچھا نہ کیا جائے (تفسیر کبیر) کیونکہ اللہ نے صنف نازک میں کچھ ایسی کشش رکھی ہے کہ بسا اوقات مرد اس کی بناوٹ وسجاوٹ اور فطری حسن پر فریفتہ ہوجاتا ہے اور دل میں اس کے تعلق سے بُرے خیالات پروان چڑھنے لگتے ہیں، اس لئے عورتوں سے کہا گیا کہ بے پردہ مت پھرا کرو تاکہ کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے

آج مغربی تہذیب نے آزادی نسواں کے نام پر عورتوں کو ننگا کردیا ہے، ان کی صنفی حیثیت کے تار پودے بکھر دیئے جس کی وجہ سے بے راہ روی اور حرام کاری کی شرح میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس سے ہندوستان بھی متاثر ہوا ہے، ہندوستان کی ایک تحقیقاتی ایجنسی نے اپنے سروے میں بتایا کہ ہمارے ملک میں ہر ۴۰ رمنٹ پر ایک عورت کی عصمت دری ہوتی ہے، ہر گھنٹہ میں ایک عورت جنسی استحصال کا شکار ہوتی ہے، ہر ۲۵ رمنٹ پر چھیڑ خوانی کا واقعہ رونما ہوتا ہے، جو دل آزاری کا باعث ہے، بہت سی واردات اس طرح انجام دی جاتی ہیں، جسمیں ثبوت کا نام ونشان مٹا دیا جاتا ہے، پھر سماج میں شرمندگی کے سبب ان واقعات کو خاموشی سے ہضم کردیا جاتا ہے، لیکن جب یہی حادثہ طشت از بام ہوتا ہے تو اس کے خلاف پورا ملک اٹھ کھڑا ہوتا ہے، ۲۰۱۲ء میں دہلی کی ایک طالبہ دامن کے ساتھ رونما ہوا ۲۰۱۳ء میں ممبئی کے پریل علاقہ میں ایک ۶ رسالہ لڑکی کے ساتھ پیش آیا، پورے ملک میں ہل چل مچ گئی، حکومت سے لے کر صحافت کے میدان میں زلزلہ آگیا، قانون سازی ہونے لگی، اگر ان واقعات کے رونما ہونے سے پہلے صدیوں پرانی مشترکہ تہذیبی وراثت کو اختیار کیا جاتا اور اسلام نے پردہ کا جو پاکیزہ تصور پیش کیا ہے، اس کو برتا جاتا تو نہ واویلا مچتا اور نہ قانون وضع کرنے کی ضرورت پیش آتی، ان سب کے باوجود ہم سب پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے، کرناٹک کی مسلم بچی مسکان حجاب و پردہ کے ساتھ کالج جاتی ہے تو اس کا احترام کرنے کے بجائے ناعاقبت اندیش عناصر اس کو بے پردہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ہمارے ملک کا دستور ہر شخص کو مذہبی آزادی دیتا ہے تو پردہ کرنا اس کا مذہبی حق بھی ہے اور آئینی حق بھی اس کی مخالفت کرنا، روک ٹوک کرنا یہ سب غیر آئینی ہے اور اس طرح کی بچیوں کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا انسانی شرافت کے خلاف ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی ماں، بہن اور بیٹیوں کو بے پردگی سے بچائیں اور فیشن کو ہرگز قبول نہ کریں، اللہ ہم سب کا حامی ومددگار رہے۔

غیرت مند بنئے - بے غیرت نہ بنئے

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیرت ایمان کا حصہ ہے اور بے غیرتی نفاق کا جزو ہے‘‘ (بیہقی شعب الایمان)

وضاحت: کسی ناگوار بات کو سن کر یا دیکھ کر دل کی کیفیت کا بدل جانا غیرت مندی کہلاتا ہے جس کو حدیث شریف میں ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، غیرت مند بندہ اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے، اللہ خود غیرت مند ہے اور غیرت مندی کو پسند کرتے ہیں، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے اور اللہ کو اس میں غیرت آتی ہے کہ مومن وہ کام کرے جس کو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے (صحیح مسلم) قدرت نے انسان کے اندر غیرت مندی کی صلاحیت فطری طور پر ودیعت کی ہے جس کو بچا کر رکھنے کی تعلیم دی یعنی جب کہیں بدکاری وبے حیائی ہورہی ہو تو اس وقت ہماری ایمانی غیرت کو بیدار ہوجانا چاہئے، اگر اس کو قوت بازو سے روک سکتے ہیں تو اس کو روکیں، زبان سے بُرا کہیں ورنہ کم سے کم دل سے برا سمجھیں، اگر کوئی شخص اسلامی تہذیب وتمدن کا مذاق اڑا رہا ہے یا شعائر اسلام پر طعنہ زنی کررہا ہے یا مسلمانوں کی عزت وناموس سے کھلواڑ کررہا ہے اور اس وقت ہم تماشائی بنے رہیں تو یہ ہماری بے غیرتی کی علامت ہوگی، جس کو منافقت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ دین اسلام پر لعن طعن کرے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے ایسے نازیبا حرکتوں پر ہمارا خاموش رہنا مومنانہ صفات کے خلاف ہے، اسی طرح بے حیائی کے عمل کو اپنی نگاہوں سے دیکھ کر لطف اندوز ہونا نہایت درجہ کی بے غیرتی اور نفاق کی بات ہے اور حدیث شریف میں فرمایا کہ ’’المذاء من النفاق‘‘ دیوثیت نفاق میں سے ہے، دیوثیت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی اور گھر کی عورتوں کو مردوں کے مجمع میں چھوڑ دے کہ وہ آپس میں ملیں جلیں، یہ انتہائی گھٹیا درجہ کی بے شرمی ہے، شرم وحیا انسان کا زیور ہوتا ہے اگر وہ فوت ہوجائے تو انسان اور حیوان میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے دریافت کیا کہ دیوث کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جس کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس کے گھر کی عورتوں کے پاس کون آتا اور کون جاتا ہے، اس لئے عورتوں کو بھی اپنی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہئے اور مسلمان بھائیوں کو بھی اپنے گھروں کی نعمت کی حفاظت کرنی چاہئے، یہی وہ چیز ہے جو ہمیں کامیابی کی طرف لے جانے والی ہے، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عورت کیلئے سر اور چہرہ کا پردہ

س: کیا عورتوں پر سر اور چہرہ کا چھپانا ضروری ہے؟ گھر میں اور گھر سے باہر پردہ کی کیا تفصیل ہے؟ جواب سے نوازیں!

ج: عورت اپنے گھر میں محارم کے سامنے سر، گردن، چہرہ، ہتھیلی اور پنڈلی سے نیچے پاؤں کھول سکتی ہے اور اگر شہوت کا خطرہ نہ ہو تو مرد اپنی محرم عورتوں کے ان اعضاء کی طرف دیکھ سکتا ہے:’’وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ‘‘ الخ (سورة النور : ۳۱)

عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے باپ یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں پر جو ان کی ملکیت ہوں یا مردوں میں سے وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہ ہو:(ومن محرمه) هي من لايحل له نكاحها ابدا بنسب او سبب ولوبزنا (الى الراس والوجه والصدر والساق والعضد ان امن شهوته) وشهوتها ايضاً... (والا لا، لاالى الظهر والبطن) الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة فصل في النظر: ۵۲۸/۹)

البتہ گھر سے باہر نکلے تو اس پر ضروری ہے کہ سر اور چہرہ کے ساتھ پورے جسم کو چھپا کر نکلے صرف آنکھ کھولے رکھے، کیونکہ سر اور چہرہ کا پردہ ان پر واجب ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے:’’یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُومِنِینَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ، ذٰلِکَ أَدْنٰی أَنْ یعرفْنَ فَلَا یُوْذَیْنَ‘‘ (الأحزاب : ۵۹)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہوجایا کرے گی (کہ وہ باحیا، شریف اور پاکدامن عورتیں ہیں) پھر وہ ستائی نہ جائیں گی‘‘ آیت کریمہ میں جلباب سے سر اور چہرہ چھپانے کا حکم بالکل واضح طور پر دیا گیا ہے اور جلباب ایسے کپڑے کو کہتے ہیں جو سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم کو ڈھانک لے جیسا کہ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:’’الجلابيب جمع جلباب وهو على ماروى عن ابن عباس الذى يستر من فوق إلى أسفل ‘‘ (روح المعانی ۱۲۷/۲)قال ابن عباس وابوعبيدة رضى الله عنهما أمر نساء المؤمنين أن يغطين رؤسهن ووجوههن بالجلابيب الا عينا واحدا ليعلم انهن الحرائر‘‘(تفسير المظهرى: ۳۸۴/۷)امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ جوان عورت اجنبی لوگوں سے اپنے چہرہ کا پردہ کرے گی تاکہ وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہیں:’’قال ابوبكر فى هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستروجهها عن الأجنبيين واظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلايطمع أهل الريب فيهن‘‘(احکام القرآن للجصاص : ۴۸۶/۳)

☆ فتح خیبر کے بعد جو غلام اور باندیاں مسلمانوں کو ہاتھ لگیں ان میں صفیہ بنت حیی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند فرمایا اور جب کوچ کا وقت آیا تو آپ نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کے لئے پردہ کیا تاکہ لوگوں کو نظر نہ آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ عورت کا پورا جسم بشمول چہرہ پردہ میں داخل ہے ورنہ آپ کو حضرت صفیہ کے لئے لوگوں سے پردہ کی ضرورت کیا تھی؟’’عن انس رضى الله عنه فى قصة زواج رسول الله صلى الله عليه وسلم من صفيةؓ فقال المسلمون احدى امهات المومنين أو ماملكت يمينه، قالوا: ان حجبها فهى احدى امهات المومنين وان لم يحجبها فهى مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطألها خلفه ومد الحجاب بينها وبين الناس‘‘ (صحيح البخارى: ۷۶۱/۲، كتاب النكاح)

☆ آیت حجاب کے نزول کے بعد عورتوں میں نقاب پہننے اور اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپنے کا عام مزاج ہوگیا تھا، وہ بغیر پردہ کئے باہر نکلنے سے گریز کرتی تھیں، چنانچہ عید کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جب عیدگاہ جانے کا حکم دیا تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کے پاس ہوسکتا ہے پردہ کیلئے چادر اور اوڑھنی نہ ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی بہن کو چاہئے کہ اپنی اوڑھنی اوڑھادے:’’قلت (ام عطية) يارسول الله احدانا لايكون لها جلباب، قال لتلبسها اختها من جلبابها‘‘ (صحيح مسلم: ۲۹۱/۱)

☆ واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ضروریات سے فارغ ہوکر جب واپس آئی تو پڑاؤ کی جگہ سے لشکر روانہ ہوگیا تھا، میں اپنی جگہ آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا، میں وہیں بیٹھ گئی، بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سوگئی، صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے آرہے تھے، انہوں نے ایک سویا ہوا انسان دیکھا اور جب قریب آکر مجھے دیکھا تو پہچان گئے کیوں کہ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، انہوں نے انا للہ... پڑھنا شروع کیا، ان کی آواز سے میں جاگ گئی اور فوراً اپنی چادر سے اپنا چہرہ چھپالیا:وكان صفوان بن المعطل السلمى ثم الذكوانى من وراء الجيش فاصبح عند منزلى فرأى سواد انسان نائم فعرفنى حين رأنى وكان رأنى قبل الحجاب، فاستيقظت باسترجاعه حين عرفنى فخمرت وجهى بجلباب‘‘ (الصحيح البخارى، كتاب المغازى: ۵۹۳/۲، باب حديث الافك)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے اور سوار ہمارے سامنے سے گذرتے جب وہ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنا نقاب اپنے سر سے چہرہ پر ڈال لیتے، جب وہ گذر جاتے تو ہم اسے کھول دیتے:’’عن مجاهد عن عائشة رضى الله عنها قالت كان الركبان يمرون بنا ونحن محرمات مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها على وجهها فاذا جاوزونا كشفناه‘‘ (سنن ابى داؤد: ۲۵۴/۱ ،باب فى المحرمة تعطى وجهها)

حج جیسا مقدس سفر جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت میں فنائیت کا سفر ہے جس میں عام طور سے دلوں میں غلط خیالات پیدا نہیں ہوتے وہ بھی مقدس مقامات پر انتہائی پاکباز لوگوں کے درمیان ایسے پاکیزہ اور نورانی ماحول میں حضرت عائشہؓ اور دیگر خواتین کا لوگوں کے سامنے اپنے سروں اور چہروں پر نقاب ڈال لینا اس بات کی دلیل ہے کہ سر اور چہرہ دونوں پردہ میں داخل ہے، ان دونوں کا چھپانا واجب ہے، حضرات صحابیات بالخصوص امہات المومنین کے عمل پردہ کے تعلق سے امت کی تمام عورتوں کیلئے قابل تقلید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 09 مورخہ ۲۶؍رجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۸؍فروری ۲۰۲۲ء روز سوموار

گائے کے اصلی دشمن

ہم نے بچپن میں مولانا اسماعیل میرٹھی کی اردو کتابیں پڑھی تھیں، ان میں ایک نظم ''گائے'' پڑھی، اس کا ایک شعر بچوں کے زبان زد ہوا کرتا تھا اورانہیں لہک لہک کر پڑھا جاتا تھا۔

''رب کا شکر ادا کر بھائی ☆ جس نے ہماری گائے بنائی''

ہم تواب بھی اس حوالے سے شکر کے ہی قائل ہیں، لیکن فرقہ پرستوں اور مرکزی حکومت کے اہل کاروں کا جو رویہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب فرقہ پرستوں کو صرف یہی یادرہ گیا ہے کہ:

''گائے ہماری ماتا ہے ☆ اس کے آگے کچھ نہیں آتا ہے''

اور گائے کے ساتھ جو سلوک وہ لوگ کر رہے ہیں وہ دن کے دوپہر کی دھوپ سے زیادہ روشن ہے، گائے کے کاروباری وہی لوگ ہیں، وہی بیچتے اور خریدتے ہیں، ماں کو بیچنے اور خریدنے کا کام بذات خود کتنا گھٹیا ہے، اس سے قطع نظر یہ لوگ گائے کے دودھ دینے کی صلاحیت ختم ہوئی اور اسے سڑکوں پر چھوڑ دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں سڑکیں مسدود ہوتی ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی تیز رفتار گاڑی کی ٹکر سے وہ ''پرلوک'' سدھار جاتی ہیں، زیادہ تر حالات میں ان کے جسم ہڈی کا ڈھانچہ رہ جاتے ہیں اور وہ بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر جاتی ہیں، اگر ہندو دھرم کے ہی ماننے والے کسی مردار کھانے والے نے رحم کردیا تو وہ ان کی غذا کا حصہ بن جاتی ہیں، بصورت دیگر پولوشن پیدا کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں انسانوں کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔

غلام ہندوستان میں انگریزوں کی یہ پالیسی مشہور تھی کہ جھوٹ کو اس طرح بولو اور اس قدر بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں، گائے کے سلسلہ میں بھی یہی ہوا ہے کہ مسلمانوں کے ذریعہ گاؤکشی اور گوشت خوری کا ایسا پروپیگنڈہ اور چرچا کیا گیا کہ مسلمانوں کو گائے کا دشمن قرار دیا جانے لگا، حالانکہ تاریخی طور پر دیکھیں تو مغلیہ دورحکومت میں، مسئلہ کی رو سے نہیں رواداری اور برادران وطن کے جذبات کی رعایت کرتے ہوئے، اکبر نے گئوکشی پر مکمل پابندی لگادی تھی۔ ۱۱؍جنوری ۱۵۲۹ء کو بابر نے ہمایوں کو گئوکشی نہ کرنے کی نصیحت کی تھی، مقصد ہندوؤں کے جذبات کی رعایت تھی، شیر میسور ٹیپو سلطان کے عہد میں بھی یہ رویہ برقرار تھا، گاندھی جی نے ۱۹۱۷ء میں مظفر پور میں گئوکشی کے خلاف اپنی تقریر میں اس بات کا اقرار کیا تھا کہ انگریز روزانہ بیس ہزار اور سالانہ ایک کروڑ گایوں کو اپنی خوراک بنالیتے ہیں، گاندھی جی کی ساری تگ ودو کے بعد بھی انگریز اور ہندو گوشت خوروں کو نہیں روکا جاسکا، اور گائے ماتا اپنے معتقدوں کی خوراک بنتی رہی، خصوصاً شیڈول کاسٹ کے لوگ، گوڈ، کورکو، بھیل، جن جاتی، ون واسی، جنگلی قبائل، ناگا، عیسائی نیپالی، گورکھے، مایا، پارسی، چمار، بھنگی، اور جنوبی ہندوستان کے باشندوں نے اس تحریک سے کوئی اثر نہیں لیا اور گاندھی جی ان کو یہ سمجھا نہیں پائے کہ آخر انسان کی ماں گائے کس طرح ہوسکتی ہے، یہ بات اس لیے بھی ناقابل فہم رہی کہ ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کو دلائل کی روشنی میں رد کیا جاچکا تھا کہ انسان بندروں کی ترقی یافتہ شکل ہے، جس سے بڑی مماثلت انسانی اعضاء اور طریقۂ زندگی میں بیان کیا جاتا رہا تھا، گائے اور انسان میں تو کسی درجہ میں مماثلت بھی نہیں ہے، پھر وہ انسانوں کی ماں کس طرح ہوسکتی ہے، ناقابل فہم ہونے کے باوجود گاندھی جی کے قتل کے بعد ان کے جانشیں اور بھودان تحریک کے بانی ونوبا بھاوے نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور تحفظ گائے کے مسئلہ کو ملک گیر بنادیا، ۱۹۷۷ میں فرقہ پرستوں نے اس کا سیدھا رخ مسلمانوں کی طرف کردیا اور اس سلسلے میں ناگپور میں منعقد ملک گیر گئو رکچھا سمیلن کے نام پر شدت پسندوں کے جذبات بھڑکا کر مسلمانوں کے خلاف کرنے کا کام کیا گیا، تب سے آج تک اس معاملہ میں حقیقت پسندی کے نقطۂ نظر سے نہیں، سیاسی روٹی سینکنے کی غرض سے اس مسئلہ کو اچھالا جاتا رہا ہے۔

حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر یہ ہے کہ سرکار کی نگرانی میں بڑے پیمانے پر ملک اسے برآمد کر رہا ہے ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۰ء تک ایک لاکھ بائیس ہزار ایک سو پچاسی ٹن بلکہ اس سے بھی زائد گوشت باہر ملکوں میں بھیجا گیا، اس کے علاوہ بعض مندروں میں کالی ماتا کے سامنے گایوں کی قربانی پیش کرنے کا رواج آج بھی موجود ہے، مثال کے طور کاٹھمنڈو سے کچھ دور ''دکشن کالی'' مندر کا ذکر کیا جاسکتا ہے، جہاں گائے کی بلی دینے کے بعد اس کے گوشت کو پرساد کے طور پر تقسیم کیا جاتا ہے، حوالہ کے طور پر ۲۶؍جولائی ۱۹۸۷ء کے گجراتی ماہنامہ ''بیج'' میں ڈاکٹر جے کوٹھاری کا نیپالی سفرنامہ ''گورکھا دیکھا تیرا گاؤں'' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اس ساری تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ گائے کے دشمن مسلمان نہیں؛ بلکہ وہی لوگ ہیں، جو انہیں ''ماتا'' کہتے ہیں، جس دن یہاں کے فرقہ پرست یہ بات سمجھ لیں گے، اس دن سے گائے کے نام پر سیاست بند ہوجائے گی۔

سیاسی گالی

ہمارے سیاسی قائدین جو کبھی نوجوانوں کے لیے رول ماڈل ہوا کرتے تھے اور جن کو دیکھ کر ملک سے محبت اور اس پر قربان ہونے کا جذبہ فروغ پاتا تھا، برسوں پہلے تاریخ کا حصہ بن گیے ہیں، اب سیاست نام ہے خودغرضی، مفاد پرستی، دوسروں کو بے وقوف بنا کر اپنا الوسیدھا کرنے کا، اس چکر میں فتنہ وفساد کی آگ گرم کرنے اور قتل وغارت گری سے بھی پرہیز نہیں ہوتا، پہلے فساد کرایا جاتا ہے، بستیاں اجاڑی جاتی ہیں اور پھر وہی نیتا دلاسہ دینے، معاوضہ دلانے اور ہمدردی کے چند بول بول کر عوام میں مقبول ہوجاتا ہے اور رائے دہندگان کا ووٹ بٹورلیتا ہے، ایسا برسوں سے ہوتا آیا ہے اور ہورہا ہے مستقبل قریب میں سیاست کے صحیح سمت میں جانے کی کوئی توقع فضول ہے، اور اسے دیوانے کا خواب سمجھنا چاہیے۔

اس ساری برائی کے باوجود سیاسی میدان میں ایک دوسرے کے طریقہ کار پر تنقید کرنے کا ایک اسلوب ہوتا تھا، معیار ہوتا تھا، ایک دوسرے کو نیچا دکھائے بغیر رائے دہندگان کو لبھایا نہیں جاسکتا تھا، اس لیے تنقید کی جاتی تھی، یہ تنقید اپنے انتخابی منشور اور مینی فیسٹو کے حوالہ سے کرنے کا مزاج ماضی قریب تک تھا، اصل توجہ مدّوں پر ہوا کرتی تھی اور انتخابی تقریریں اسی حوالے سے کی جاتی تھیں۔

لیکن اب یہ طریقہ باقی نہیں رہا، ہرزہ گوئی، بدگوئی اور دوسروں پر لعن طعن کرنا، ذاتیات تک کو تقریر میں گھسیٹنا عام سی بات ہوگئی ہے، ملک کے سربراہ وزیراعظم نریندر مودی جی انتخابی ریلیوں میں جو زبان استعمال کر رہے ہیں، اس نے ساری حدیں توڑ دی ہیں، ماضی میں کسی وزیراعظم نے اس قسم کی زبان استعمال نہیں کی، وزیراعظم بولنے کے پہلے سوچتا تھا، تو لتا تھا اور عہدے کے وقار کا خیال رکھ کر بولتا تھا، اب جب کہ وزیراعظم نے اس لچھمن ریکھا کو توڑا تو دوسرے حضرات بھی اسی سُر میں بات کرنے لگے، وزیراعظم ''بی ایس پی'' کا مطلب ''بہن جی سمپتی پارٹی'' بیان کرتے ہیں تو مایاوتی جی نریندر مودی کا مطلب ''نیگیٹو دلت مین'' سمجھاتی ہیں، سماج وادی پارٹی کے سربراہ کہتے ہیں کہ ملک کے مہانایک کو گجرات کے گدھوں کا اشتہار بند کرنا ہوگا اور یہ کہ اس بار لاٹھی والی ہولی کھیلی جائے گی، جملہ بازی اور الفاظ کو نئے معنی پہنانے کے اس دور میں کوئی کسی سے کم نہیں ہے۔

ہرزہ گوئی اور بدگوئی کے درمیان ریاست کی ترقی کے منصوبے پس پشت چلے گیے ہیں، ہر پارٹی ایک دوسرے کو گالیاں دینے میں لگی ہوئی ہے، گالیاں ماں بہن کی ہی نہیں ہوتیں، ہمارے سیاسی قائدین جو کچھ کہہ رہے ہیں، یہ بھی گالی ہی ہے، جس میں تہذیب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

یوکرین-اسلحوں کی نئی تجربہ گاہ

یوکرین پر روسی افواج نے حملہ کردیا ہے اس کے قبل یوکرین کے دو صوبوں کو روس کے صدر پوتین آزاد مملکت کی حیثیت سے منظوری دیدی تھی، امریکہ اور یورپ نے یوکرین پر حملہ کو خطرناک بتا کر روس کو دھمکیاں بھی دیں، معاشی پابندیاں لگانے کی بات کہی، لیکن روس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، روس نے تیرہ سال پہلے جارجیا کے ساتھ یہی کیا تھا اور اب یوکرین اس کے نشانے پر ہے، روس چاہتا ہے کہ یوکرین ناٹو کا حصہ نہ بنے، اس لیے کہ ناٹو کا حصہ بننے سے یورپ کی افواج کا گذر روس کی سرحد تک ہوجائے گا، جو اس کے لیے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

امریکہ یورپ اور اقوام متحدہ کے مطالبات یوکرین کے سلسلے میں روس نے تسلیم نہیں کیے تو جنگ کا خطرہ بڑھ جائے گا، بعض لوگ تو اسے تیسری عظیم جنگ کا پیش خیمہ کہہ رہے ہیں، اگر ایسا ہوا تو یوکرین دوسرا افغانستان بن سکتا ہے، پورا یورپ اس کی چپیٹ میں آجائے گا، ان ممالک کو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلحے جو نئے بنے ہیں یا پہلے سے رکھے ہوئے خراب ہورہے ہیں اس کا استعمال ہوجائے گا، زمین یوکرین کی استعمال ہوگی اور جنگی اخراجات بھی اسی کو ادا کرنا ہوگا، اس بار تھوڑا منظر بدلا ہے، اب تک یہ لوگ اسلحوں کا تجربہ مسلم ممالک میں کرتے رہے ہیں، اب کے ان کو مسلم حلقوں سے باہر ایک ملک مل گیا ہے۔

یوکرین مشرقی یورپ میں ایک ملک ہے، اس کی راجدھانی ''کیف'' ہے، اس کی سرحد مشرق میں روس، اتر میں بیلا روس، پولینڈ، سلوواکیا، پچھم میں ہنگری، جنوب مغرب میں رومانیہ اور مالدووا اور دکھن میں بحر سیاہ اور اجوسمندر سے ملتی ہے، اس کا رقبہ چھ لاکھ تین ہزار پانچ سو اڑتالیس اور آبادی ۱۳ء۴۴ ملین ہے۔ اسے ۲۳؍اگست ۱۹۹۱ء کو روس سے آزادی ملی تھی، یہاں پارلیامانی جمہوریت اور ۲۰؍مئی ۲۰۱۹ء سے ولودومیر زیلنسکی یہاں کے صدر ہیں، عالمی برادری کے لیے سب سے زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ روس اور یوکرین دونوں کے پاس جوہری بم ہیں، جن کے استعمال سے بڑی آفت آسکتی ہے۔

یوکرین سے ہندوستانی شہریوں سمیت بہت سارے ملکوں نے اپنے لوگوں کو بلالیا ہے تاکہ وہ روس کے حملے کے بعد محفوظ رہ سکیں گے، روس نے ایک لاکھ افواج یوکرین کی سرحد پر جمع کردیا ہے اور جن دو ریاستوں کو الگ ملک کی حیثیت سے منظوری دیدی ہے وہاں بکتر بند توپیں اور دوسرے اسلحے پہونچ چکے ہیں، روس کے صدر پوتین نے کہا کہ یوکرین کا نقشہ بدل چکا ہے، جب کہ یوکرین کے صدر نے صاف کہہ دیا ہے کہ ہم ڈرنے والے نہیں ہیں، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

نواب ملک کی گرفتاری

سات گھنٹوں کی پوچھ تاچھ کے بعد انفورسمنٹ ڈائرکٹوریٹ (ای ڈی) نے مہاراشٹر کے کابینی وزیر نواب ملک کو گرفتار کرلیا، ان پر داؤد ابراہیم کے ساتھ مل کر منی لانڈرنگ کا الزام ہے، نواب ملک این سی پی کے قد آور لیڈر ہیں، بلکہ کہنا چاہیے کہ مہاراشٹر میں وہ شرد پوار کے دایاں بازو سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی گرفتاری کو انتقامی کاروائی کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ کیوں کہ نواب ملک مرکزی حکومت اور اس کی تفتیشی ایجنسیوں کے خلاف مسلسل بولتے رہے ہیں، انہوں نے ''ڈرگ آن کروز کیس'' میں بھی تفتیشی ایجنسیوں اور اس کے افسر سمیر وانکھیڑے کے خلاف زبردست محاذ کھولا تھا، اسی وقت سے یہ امید لگائی جارہی تھی کہ دیر سویر ان کی گرفتاری ہونی طے ہے۔

ہندوستان کی تفتیشی ایجنسیوں کو جو غیر معمولی اختیارات حاصل ہیں اس کے تحت جانچ کے بعد گرفتاری بھی عمل میں آسکتی ہے، ایجنسیاں غیر جانب دار ہوں تو کوئی بات نہیں، لیکن جب ایجنسیاں بھی مقید ہوں اور ان کے فیصلے بھی چشم وابرو کے مرہون منت ہوں تو سوالات کھڑے ہونے لگتے ہیں۔

نواب ملک کی گرفتاری جس طرح ہوئی ہے اس کے طریقہ کار پر میڈیا میں سوالات اٹھائے جارہے ہیں، پچیس برسوں سے مسلسل منتخب ہونے والے ایک عوامی نمائندہ کو چار بجے صبح اس کے گھر سے اٹھانا، گھنٹوں تفتیش کرنا اور کچھ نہ ملے تو عدم تعاون کا الزام لگا کر گرفتار کرلینا قانون اور دستوری تقاضوں کے خلاف ہے، نواب ملک کا کہنا ہے کہ ان کے سمن پر دستخط ای ڈی کے دفتر میں کرایا گیا، تمام حزب مخالف اس مسئلے پر متحد ہیں کہ نواب ملک کو سچ بولنے کی پاداش میں پریشان کیا جارہا ہے، انہوں نے واضح طور پر گرفتاری کے بعد کہا کہ ہم لڑیں گے، جیتیں گے، جھکیں گے نہیں، نواب ملک کی گرفتاری سے مہاراشٹر کی مہاوکاس اگھاڑی حکومت کو وقتی پریشانیوں کا سامنا ہے، وزیراعلیٰ پر نواب ملک سے استعفا لینے کا دباؤ بڑھتا جارہا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ مرکزی حکومت میں کسانوں کو روندوانے والے وزیر سے استعفیٰ نہیں لیا گیا، حالاں کہ یہ عوامی مطالبہ تھا۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحؒ ایک عہد ساز شخصیت

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ واستاذ حدیث وتفسیر دار العلوم وقف دیو بند

اس کائنات کا ذرہ ذرہ خالق کائنات کے لفظ ''کن'' کی تعبیری اصطلاح پر گامزن ہے، نظام حدوث وقدوم کا سارا دار ومدار اسی سے وابستہ ہے، اسی کے پابند ہیں شمس وقمر کی ضیاباری ونورریزی اور نجوم کی رونق افروزی بھی، گردش لیل ونہار کی پرکیف وپرکشش تسلسل بھی، بے آب وگیاہ ریگستان بھی، سرسبز وشاداب اور لہلہاتے ہوئے چمنستان بھی، لالہ وگل سے پُر وادیاں بھی، دل فریب اور جاذب قلب ونظر مناظر پیش کرنے والی گھاٹیاں بھی؛ یہ سبھی کچھ اپنے مالک حقیقی کے تکوینی نظام کے تحت اپنی اپنی حیات مستعار کے لمحات گزار کر ملک عدم کے راہی اور اپنی دائمی آرام گاہوں میں خلوت گزیں ہوجاتے ہیں۔ اسی نظام سرمدی کے تحت ہم انسانوں کا وجود وفنا اور مرنا وجینا بھی منسلک ہے؛ اس لیے کہ یہ کائنات زوال پذیر اور فانی ہے، اس کائنات کا حصہ ہونے کے ناطے ہم بھی فنائیت میں ہی اپنے وجود کا دائرہ طے کرتے ہیں اور بے شمار خوشنما خواب بُنتے اور لامتناہی تمناؤں، آرزؤں کا کہکشاں تیار کرتے ہیں۔ جس کو غالب نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں؛ لیکن پھر بھی کم نکلے

ایسی ہی کش مکش اور پیچ وخم سے لبریز کیفیت سے دوچار انسانی زندگی اپنی شاہ راہوں سے گذرتے ہوئے مرقد ومدفن کی نذر ہوجاتی ہے؛ لیکن جن شخصیات کا ہدف ومقصد انسانیت کی خدمت، انسانی سماج کی فلاح وبہبود، انسانی برادری کی یکجہتی، انسانی معاشرے کی تشکیلِ نو اور نسل نو کے مستقبل کی تعمیر ہو؛ وہ انمٹ نقوش چھوڑ جاتی ہیں، تاریخ انسانی میں ان کا نام سنہرے حروف سے لکھا جاتا ہے، ایسے ہی لوگ دھڑکنوں میں بستے اور دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں؛ کیوں کہ ان کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی ان کے طور وطریق، ان کی رہ نمائیاں، ان کی خدمات کی ضوفشانیاں؛ انسانیت کے لیے مشعل راہ اور مشکل حالات میں حوصلہ افزا ثابت ہوتی ہیں۔ انہیں یگانۂ روزگار شخصیتوں میں ایک بڑا نام: مفکر اسلام، امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا جو ۳؍اپریل ۲۰۲۱ء بروز سنیچر مختصر علالت کے بعد ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئے۔

مخدوم گرامی مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے ذہن ودماغ اور فکر وخیال اس درجہ متأثر ہوئے کہ کچھ لکھنے کی ہمت وسکت نہ رہی، قلب حزیں کا حزن وملال اس قدر بڑھا کہ دست وقلم کو کئی بار حرکت دینے کی کوشش کی؛ لیکن ہر بار آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور آنسوؤں نے راستہ روک لیا اور قلم وقرطاس بے نیل ومرام رہ گئے، اب کچھ ہمت جٹا کر راقم الحروف نے جذبات کو ضبط خودی میں رکھ کر کچھ سطور رقم کرنے کی سعی کی ہے۔

حضرت امیر شریعت کی حیات مستعار مختلف جہات سے اپنے معاصرین میں ممتاز تھی، وہ جہاں ملت اسلامیہ کے بے باک قائد تھے، وہیں مقام تصوف وسلوک کے بلند مرتبے پر فائز بھی تھے، وہ جہاں علوم اسلامیہ کے رمز شناس تھے، وہیں فنون عصریہ میں بھی کامل درک وشعور رکھتے تھے، وہ جہاں بوریہ نشیں درویش اور خانقاہی صوفی تھے، وہیں میدان سیاست وسیادت کے بے تاج بادشاہ اور حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہنے والے شہنشاہ بھی تھے، وہ جہاں ملت اسلامیہ کے نجی اور پرسنل مسائل کے حل کے باب میں لاثانی تھے، وہیں ملک کے اجتماعی مسائل اور حکومت کے ساری ایکٹیویٹیز پر دوررس نگاہ رکھنے والے جواں حوصلہ مرد مجاہد بھی تھے، وہ جہاں ملکی لاء اور قانون کی باریکیوں سے آگاہ تھے، وہیں شرعی قوانین میں کامل دسترس رکھتے تھے اور بہ حیثیت ماہر تعلیم آپ نہایت ممتاز تھے۔ غرضیکہ وہ ہر میدان میں ایسا فضل وکمال رکھتے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجاتیں؛ کیوں کہ آپ کے فکر وخیال کی پرواز اتنی اونچی ہوتی تھی کہ بڑے بڑے مفکرین ومدبرین کی سوچ کی پرواز بھی جواب دے جاتی، یہ ان کی شخصیت کا نمایاں وصف رہا ہے، انہوں نے ہمیشہ حالات کو بخوبی سمجھنے اور بالکل غیر جانبدار اور ایماندار بن کر تجزیہ کرنا اپنا شیوہ بنا لیا تھا، اس لیے ان کی تحریر وتقریر میں احساس ذمہ داری پوری طرح نمایاں رہتا تھا۔

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ سیرت وکردار میں، اخلاق واطوار میں، اعمال وافعال میں آپ کی شان بہت بلند تھی، منکسر المزاجی، نرم خوئی آپ کی فطرت ثانیہ تھی، آپ اخلاق حسنہ کے پیکر جمیل تھے، قول وعمل میں کبھی تضاد نہیں ہوتا تھا، فنائیت کا یہ عالم تھا کہ کبھی بھی اپنے لیے یا اپنی اولاد کے لیے کوئی فکرمندی نہیں جتاتے، ہمیشہ قوم وملت کی فلاح وبہبود کی فکر غالب رہتی، خلوت میں آہ وزاری، شب زندہ داری، رب کے حضور عاجزی، اور جلوت میں مختلف مسائل کے لیے فکرمندی، مرکزی وریاستی سرکاروں کے جملہ امور پر گہری نظر، کوئی متنازع بل پاس ہونے پر اس کی خامیوں اور نقائص سے آگاہی، مسلم پرسنل لا پر زد پڑے، تو عجیب اضطراب اور ملت کے خیر خواہوں سے مضبوط پلاننگ اور لائحہ عمل کے ساتھ مخالفت کی تیاری؛ یہ سب آپ کی زندگی کے امتیازی اوصاف تھے۔

حضرت مفکر اسلام کئی دماغوں کے انسان تھے، وہ بہ یک وقت:

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور اس کی تحریک اصلاح معاشرہ کے کنوینر، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت، جامعہ رحمانی کے سرپرست، خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں، رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی وچیئرمین، رحمانی تھرٹی کے بانی، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے نائب صدر، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے انتظامی رکن، علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی کورٹ کے ممبر، گورنمینٹ آف انڈیا کی اسٹینڈنگ کمیٹی؛ مونیریٹنگ کمیٹی اور سنٹرل وقف کاؤنسل کے ممبر، مولانا آزاد فاؤنڈیشن کے وائس چیرمین، اور انگنت دینی، تعلیمی، ملی، فلاحی اور رفاہی تنظیموں کے سربراہ وسرپرست تھے۔

آپ کی زندگی کے مختلف گوشے ہیں اور ہر گوشہ نہایت ہی قابل قدر ہے، مگر اختصار کے ساتھ صرف چند اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

اگر آپ کی حیات مستعار کا بہ حیثیت سجادہ نشیں مطالعہ کیا جائے، تو آپ ''خانقاہ رحمانی مونگیر'' کے چوتھے سجادہ نشیں تھے، آپ کے دادا قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ نے اس عظیم الشان سلسلے کا آغاز بڑے نازک حالات میں کیا تھا، جب مونگیر واطراف میں قادیانیت کی وبا پھیلی ہوئی تھی تو خداوند تعالیٰ نے اس وبا کی سرکوبی کے لیے آپ کو منتخب فرمایا اور آپ نے اپنی دینی حمیت وغیرت اور خداوند قدوس کی دی ہوئی بے پناہ صلاحیتوں وخوبیوں سے قوم وملت کی ناخدائی کا فریضہ بہ حسن وخوبی انجام دیا اور آپ کے حلقہ ارادت میں عوام وخواص کا تانتا بندھ گیا، جس کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا اور آج تک وہ سلسلہ قائم ہے۔ پھر آپ کے والد بزرگوار قطب زماں حضرت امیر شریعت رابع رحمہ اللہ نے اس کی شان ووقار کو چار چاند لگایا اور خانقاہ کے ساتھ ساتھ جامعہ رحمانی کے ڈھانچہ کو اس قدر مضبوط ومستحکم کیا کہ اس شجر طوبیٰ کو حیات جاودانی نصیب ہوگئی۔ اور پھر جب آپ نے اس کی باگ ڈور سنبھالی، تو ''أصلها ثابت وفرعها في السماء'' کا مصداق بنادیا، اور اس کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے حلقہ ارادت میں ایک اندازہ کے مطابق دس لاکھ سے زائد عوام وخواص شامل تھے۔

دنیا جانتی ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے بڑی باوقار تنظیم ہے، جس میں تمام مسالک ومشارب کے چوٹی کے علماء مشائخ اور قائدین بہ حیثیت ارکان شامل ہیں، آپ نے اس میں بہ حیثیت سکریٹری اور بعد میں بہ حیثیت جنرل سکریٹری جو خدمات انجام دیں، وہ تاریخ میں آب زر سے لکھا جائے گا؛ کیوں کہ طلاق ثلاثہ بل کا ہو یا حکومت ہند کی نئی تعلیمی پالیسی کا بابری مسجد کا قضیہ ہو، یا دیگر مسلم مخالف بل کا، ہر موقع پر آپ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا اور اپنے عہدے اور منصب کی شان بلند فرمائی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بہ حیثیت امیر شریعت جو خدمات انجام دیں وہ بھی تاریخ کا ایک روشن باب ہے، آپ نے عہدۂ امارت سنبھالنے کے بعد مختصر ترین مدت میں اس کے ہر شعبہ میں چار چاند لگادیا، حضرت کی پوری نظر اس کے ہر شعبے پر ہوتی تھی، چاہے وہ شعبۂ دار القضاء ہو یا دار الافتاء، شعبۂ تنظیم وتبلیغ ہو یا تحفظ مسلمین سب کو ترقی اور وسعت سے ہمکنار کیا، امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے آپ نے تینوں ریاستوں میں بچوں کی اسلامی اور دینی تربیت کے ماحول میں سی بی ایس سی طرز پر امارت پبلک اسکول اور امارت انٹرنیشنل اسکول کا قیام عمل میں لاکر ایک مثال قائم فرمائی، آپ کی جرأت مندانہ اور حکیمانہ قیادت نے پوری ملت کا سر ہمیشہ اونچا رکھا، ۱۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کے اس تاریخ ساز دن کو کون بھلا سکتا ہے جب آپ نے یہاں کی اقلیتوں پر ہونے والے ظلم وتشدد کے خلاف آواز لگائی اور ''دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس'' منعقد کرکے پورے ملک کو ایک نئی سمت دی، مسلمانوں کا حوصلہ بلند کیا، اس کانفرنس نے ایسا ریکارڈ قائم کیا کہ پٹنہ کے گاندھی میدان میں اس سے قبل کبھی ایسی بھیڑ نہیں دیکھی گئی تھی۔ آپ کی آواز میں اس قدر تاثیر تھی کہ لاکھوں لاکھ عوام وخواص کا تانتا بندھ گیا تھا، اس کے علاوہ طلاق ثلاثہ بل کے خلاف دستخطی مہم کا ریکارڈ بھی آپ ہی کی شخصیت کے عزم واستقلال اور جرأت وبے باکی کا حصہ ہے۔

حضرت مفکر اسلام کو ہمت وجرأت، شجاعت وبہادری، بلند فکری اور عزیمت خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ فنائیت وبے نفسی، کردار وگفتار کی دل نوازی، اعلیٰ اخلاقی اقدار وروایات کی پاسداری، فکر امت میں سرشاری، یہ آپ کے عظیم خانوادے کی امتیازی خصوصیات میں سے ہیں؛ اسی لیے اس خانوادے نے کسی ایک علاقے اور خطے کو اپنا دائمی مسکن نہیں بنایا؛ بلکہ جب جہاں دین کی خدمت کی اشد ضرورت ہوتی، اس خانوادے کا کوئی فرد وہاں پہونچ جایا کرتا۔

آپ کا سلسلۂ نسب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے، دین اسلام کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ موروثی تھا، اس کی ایک کرن بغداد سے ہوتی ہوئی ملتان آپہنچی، پھر شہر ملتان سے چل کر خواجہ ابوبکر چرم پوش رحمہ اللہ نے ضلع مظفر نگر کے قصبہ ''کھتولی'' میں بود وباش اختیار فرمائی، پھر اسی خاندان کے ایک فرد سید غوث علی ''کھتولی'' سے ہجرت کرکے ''کانپور'' چلے گئے اور پھر حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ نے تقریباً ۱۹۰۱ء میں مونگیر پہنچ کر خانقاہ رحمانی کی بنیاد رکھی اور تا حال مونگیر سے ہی اس خانوادے کے فیضان کے سوتے پھوٹ رہے ہیں اور ہندی مسلمانوں کی مسیحائی کا فریضہ انجام پا رہا ہے۔ اسی جذبہ موروثی کا اثر تھا کہ حضرت مفکر اسلام نے بھی کبھی اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں کیا؛ بل کہ ہمیشہ امت کی فکر دامن گیر رہتی۔ اخفائے حال کا تو یہ عالم تھا کہ ''نیکی کر دریا میں ڈال'' والا معاملہ تھا، واہ واہی، نام ونمود، ریاکاری، دکھاوا اور سستی شہرت کے کبھی بھی متمنی نہیں رہے، کتنے ذروں کو آفتاب وماہتاب بنادیا؛ لیکن کبھی خود کو کہیں پیش نہیں کیا؛ حالاں کہ چاہتے تو بڑے بڑے عہدے ومناصب آپ کی جوتیاں چومتیں؛ لیکن آپ نے ملت اسلامیہ کی خدمت ہی کو ترجیح دی اور بہ ظاہر موت کی چادر اوڑھ کر بہ باطن ہمیشہ ہمیش کے لیے حیات جاودانی کے مستحق ہوگئے۔

سردئ مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں

حضرت مفکر اسلام علیہ الرحمہ سے راقم کے روابط بڑے گہرے اور پرانے تھے؛ بلکہ یوں کہا جائے کہ میرے آباء کا رحمانی خانوادے سے اصلاحی، جذباتی، وقلبی تعلق تین نسلوں پرانا ہے، میرے جد امجد شیخ صدیق مرحوم حضرت مونگیری کے مرید تھے، والد محترم عارف باللہ الحاج محمد عیسیٰ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر شریعت رابع اور پھر مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کے مرید خاص، معتمد اور عاشق زار تھے، شعور کی پہلی منزل میں ہی خانقاہ رحمانی اور اس کے بافیض سجادہ نشیں کی عظمت ومحبت قلب وجگر میں پیوست ہوگئی تھی، اسی تعلق کا ثمرہ تھا کہ راقم السطور 1996ء میں جامعہ رحمانی مونگیر میں اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لیے داخل ہوگیا اور پھر وہیں سے حضرت مفکر اسلام سے قلبی وابستگی مزید پروان چڑھتی چلی گئی۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

عدل وانصاف کی نادر مثالیں

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلفاء بنی امیہ میں ایک بڑے عدل پرور اور انصاف پسند حکمراں گذرے ہیں، ان کے کردار وعمل نے خلفاء راشدین کے عہد کی یاد تازہ کردی، انہوں نے اپنے عہد حکومت میں بیت المال کو عوام کی امانت سمجھ کر حفاظت کی، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مال غنیمت میں بہت مشک آیا اور لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، جب مشک کی تقسیم شروع ہوئی تو آپ نے ناک پر کپڑا رکھ لیا تاکہ اس کی خوشبو دماغ میں نہ جاسکے، کسی نے پوچھا، آپ نے ناک پر کپڑا کیوں رکھا؟ جواب دیا، مشک کا فائدہ اس کی خوشبو ہے اور چونکہ یہ مشک مسلمانوں کا مال ہے، اس لئے مجھے اس مال سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں پہونچتا۔ اسی طرح ایک دن بیت المال سے سیب لاکر ان کے سامنے تقسیم کئے جارہے تھے، امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا بچہ ان کے قریب کھیل رہا تھا، اس نے کھیلتے کھیلتے ہاتھ بڑھا کر ایک سیب اٹھالیا اور منہ سے کاٹنے لگا، عمر بن عبدالعزیزؒ نے جھپٹ کر بچے سے سیب چھین لیا، وہ روتا ہوا والدہ کے پاس پہونچا اور سارا حال کہہ سنایا، ماں نے بازار سے منگوا کر بچے کو سیب دیا تو اس کا رونا بند ہوا، جب امیر المؤمنین گھر تشریف لائے تو سیب پڑے ہوئے دیکھے، پوچھا، یہ سیب کہاں سے آئے ہیں؟ بیوی نے خفگی کے ساتھ جواب دیا، کہیں سے بھی آئے ہوں، بیت المال سے نہیں آئے، غضب خدا کا ایک سیب کے لئے بچہ کا منہ زخمی کردیا، امیر المؤمنین بولے ٹھیک ہے، لیکن میں یہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتا کہ ایک سیب کی خاطر انصاف کے ثواب سے محروم ہوجاؤں، یہی وہ تابناک مثالیں ہیں جن کے باعث خلفاء راشدین کے مبارک عہد کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں اور صالح عمل کی تحریک ہوتی ہے۔

تربیت میں ماحول کا اثر

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک دفعہ ایک شادی میں تھانہ بھون تشریف لے گئے، شادی کی تقریب سے فارغ ہونے کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے زیارت وملاقات کی، جب ان دونوں بزرگوں کی بات چیت شروع ہوئی تو حاجی صاحب نے پوچھا کہ آپ کسی سے بیعت بھی ہوئے یا نہیں؟ آپ نے کہا کہ نہیں، حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ پھر مجھ سے ہی بیعت ہوجایئے، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر بیعت ہوں گا کہ آپ مجھے ذکر وشغل کا حکم نہ فرمائیں گے، حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو بیعت ہونے کو کہا ہے، ذکر وشغل کو تو میں نے کہا ہی نہیں اور وعدہ فرمایا کہ آئندہ بھی نہیں کہوں گا، چنانچہ آپ بیعت ہوگئے، حاجی صاحب نے فرمایا کہ تین دن یہاں ٹھہریئے، آپ تین دن وہاں ٹھہر گئے، جب رات کے وقت ڈھائی تین بجے سب لوگ تہجد ادا کررہے ہیں، حضرت گنگوہی کو شرم آئی، انہوں نے بھی اٹھ کر نماز تہجد پڑھی، پھر جب دیکھا کہ لوگ ذکر وشغل میں مشغول ہیں تو آپ بھی مشغول ہوگئے، دوسرے دن پھر یہی حالت ہوئی، تیسرے دن خود بخود خوشی سے تہجد پڑھی اور ذکر وشغل میں مشغول ہوگئے، تیسرے دن حاجی صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ حضرت آپ نے تو سب کچھ ہی کروادیا، حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو نہیں کہا، اب آپ جاسکتے ہیں، حضرت گنگوہیؒ نے عرض کیا کہ اب تو میں نہیں جاتا، چنانچہ ۴۰ر دن وہاں ٹھہرے اور تھوڑے عرصے کے بعد خلافت لے کر واپس ہوئے جب عادت پڑتی ہے عبادت کا رنگ غالب آجاتا ہے۔

جزاک اللہ

ایک بار دمشق میں سخت گرانی ہوئی، لوگ اپنے باغات کو معمولی قیمت پر فروخت کرنے لگے، وہاں کے ایک بڑے عالم شیخ عز الدین بن عبدالسلام کی اہلیہ نے کچھ روپیہ کا انتظام کیا کہ اسی سے کوئی باغ خرید لیا جائے اور شیخ کو اسی غرض سے روپیہ دیا، شیخ نے وہ روپیہ خیرات کردیا، اہلیہ نے دریافت کیا کہ کیا باغ خرید لیا گیا، شیخ نے جواب دیا کہ ہاں، باغ خرید لیا ہے، مگر جنت میں، لوگ فقر وفاقہ میں مبتلا تھے، اس لئے میں نے اس روپیہ کو انہیں میں تقسیم کردیا، نیک بیوی نے کہا، جزاک اللہ

عبرت ونصیحت

☆ حضرت حبیب عجمیؒ کا حجرہ بصرہ کے بازار میں چوراہے پر تھا، آپ کے پاس ایک پوستین تھا جس کو آپؒ سردی گرمی میں برابر استعمال کرتے تھے، ایک روز آپ وضو کرنے کے لئے گئے اور پوستین وہیں چھوڑ گئے، اتنے میں حضرت حسن بصریؒ آنکلے، دیکھا کہ پوستین پڑا ہے، پہچان لیا اور فرمایا حبیبؒ ایک عجمی شخص ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ پوستین کوئی لے جائے گا اور خود وہیں ٹھہر گئے، حتیٰ کہ حبیبؒ آگئے، سلام کیا اور پوچھا کہ اے امام المسلمین آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں، حضرت حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ تمہارے پوستین کی حفاظت کررہا ہوں، تم حجرہ اور پوستین کس پر چھوڑ گئے تھے؛ کہنے لگے اس ذات پر جس نے آپ کو میرے پوستین کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔

☆ حضرت محمد بن منکدرؒ چوغوں کی تجارت کرتے تھے، ان کے پاس کچھ چوغے پانچ روپے والے تھے، کچھ دس روپے والے، ان کی عدم موجودگی میں ان کے غلام نے غلطی سے پانچ روپے والا چوغہ دس روپے میں بیچ ڈالا، جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ دن بھر خریدار کو ڈھونڈتے رہے، آخر ملاقات ہوگئی، فرمایا کہ غلام نے غلطی سے پانچ کی چیز دس میں بیچ ڈالی، خریدار نے کہا کچھ مضائقہ نہیں، میں راضی ہوں، آپ نے فرمایا تم راضی ہو مگر ہم تمہارے لئے وہی بات پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے کرتے ہیں، اب تم تین باتوں میں سے ایک بات پسند کرلو، (۱) دس روپے والا چوغہ لے لو (۲) پانچ روپے واپس لے لو یا (۳) ہماری چیز دیدو اور اپنے دام واپس لو، خریدار نے آپ کے اصرار سے پانچ روپے واپس لے لئے، خریدار نے اس حسنِ معاملت پر حیرت زدہ ہوکر دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں، لوگوں نے نام بتایا تو اس نے کہا کہ سبحان اللہ! انہیں کی بدولت قحط سالی میں ہم پر بارش ہوتی ہے۔

☆ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ تم حلال کمائی سے اپنی مفلسی دور کرو کیونکہ جو مفلس ہوجاتا ہے اس میں تین باتیں پیدا ہوجاتی ہیں، اول دینی معاملات میں سستی، دوسرے ضعف عقلی، تیسرے بے مروّتی اور تینوں سے بڑھ کر یہ کہ آدمی اسے حقیر جانتے ہیں۔

☆ حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ مالدار بھی کھاتے پیتے ہیں اور پہنتے اوڑھتے ہیں اور ہم بھی کھاتے پیتے، پہنتے اوڑھتے ہیں، جو روپیہ ان کے پاس فاضل بچتا ہے وہ اسے رکھ لیتے ہیں لیکن ان کے صرف میں نہیں آتا، ہم بھی ایسا روپیہ دیکھ لیتے ہیں جو ہمارے صرف میں نہیں آتا، ہمارے اور ان کے درمیان صرف یہ فرق ہے کہ ان کو حساب دینا پڑے گا اور ہم اس باز پرس سے بری ہیں۔

☆ حضرت محمد بن صالح فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن حمادؒ بن سالمؒ کے پاس گئے، دیکھا کہ ان کے گھر میں چار چیزوں کے سوا کچھ نہ تھا، ایک ان کے بیٹھنے کا بوریا، دوسرا تلاوت کا قرآن، تیسرا کتابوں کا بستہ، چوتھا وضو کا لوٹا، وہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہی تھے کہ حاکم محمد سلیمان نے آکر چالیس ہزار درہم نذر کئے اور عرض کی کہ آپ ان کو اپنی ضروریات میں صرف کیجئے، آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں پر ظلم کرکے تم نے یہ روپیہ حاصل کیا ہے، ان کو واپس کردو، انہوں نے کہا کہ بخدا مجھے یہ مال وراثت میں ملا ہے، آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، عرض کیا کہ اچھا آپ اسے لوگوں میں تقسیم کردیں، آپ نے فرمایا میں اسے تقسیم کرنے میں انصاف سے بھی کام لوں تو مجھے ڈر ہے کہ جس کو ان میں سے کچھ نہ ملے وہ یوں کہیں گے کہ اس شخص نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا اور میری وجہ سے بدگمانی کے گناہ میں مبتلا ہوں گے، پس اپنا مال مجھ سے علیحدہ رکھو۔

احتجاج کا انوکھا انداز

اورنگ زیب عالمگیر نے اقتدار سنبھالتے ہی تمام سرکاری گلوکاروں اور فن کاروں پر پابندی عائد کردی کہ آئندہ کوئی موسیقی یا طبلہ نہیں بجائے گا، اس پر تمام موسیقاروں نے احتجاج کیا، شور مچایا، مگر پابندی برقرار رہی، چنانچہ ایک دن ان فن کاروں نے چارپائی پر کفن ڈالا اور اس کے اوپر پھول بکھیر کر جنازہ پڑھا اور روتے دھوتے گلی سے گذرنے لگے، اورنگ زیب نے جب یہ دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے اور لوگوں سے پوچھا کون مرگیا ہے؟ ایک فن کار نے کہا ایک موسیقار مرگیا ہے، اس پر اورنگ زیب مسکرائے اور سمجھ گئے اور کہا، قبر ذرا گہری کھودنا، تاکہ آئندہ یہ کم بخت اٹھنے نہ پائے۔

حق بات کہنے کا نرالا انداز

حجاج بن یوسف ایک سخت گیر حکمراں ایک دن اپنے مصاحبوں کے ساتھ گھوم پھر رہا تھا کہ راستہ میں ایک مسافر دیکھا کہ وہ کچھ پڑھ رہا ہے، حجاج بن یوسف نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا حجاج کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس مسافر نے جواب دیا، صاحب کچھ نہ پوچھئے وہ پرلے درجہ کا سفاک اور ظالم حکمراں اور نہایت گھٹیا انسان ہے، حجاج نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اسے ساتھ لے لو وہ ساتھ لے کر چلے تو مسافر نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ ایک نے کہا کہ یہی حجاج بن یوسف ہیں، وہ ہکا بکا رہ گیا، اس کا جسم پسینہ سے شرابور ہوگیا، اس نے فوراً آگے بڑھ کر کہا۔ امیر المومنین میں مہینہ میں تین دن پاگل ہوجاتا ہوں، آج یہ میرا پہلا دن ہے، حجاج مسکرایا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اسے چھوڑ دو، معلوم ہوا کہ کلمۂ حق کبھی یوں بھی ادا ہوتا ہے اور انسان قہر وغضب کے مجسموں سے محفوظ رہ جاتا ہے۔

معاشرتی برائیاں، مسلم قوم کو کمزور کررہی ہیں

عارف عزیز (بھوپال)

کوئی بھی سماج افکار ونظریات کا جو ڈھانچہ کھڑا کرتا ہے زمانے کی تبدیلیوں اور تجربوں کے ساتھ ساتھ اس میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے، لیکن اس کا جو عقیدہ ہے وہی چھت کا کام انجام دے کر ہر سرد وگرم سے اس کو محفوظ رکھتا ہے، جب کہ موجودہ عہد کے معاشرہ کی اصل خرابی یہ ہے کہ وہ عقیدہ سے بھی محروم ہوگیا ہے حالانکہ عقیدہ ہی انسان اور جانوروں میں فرق پیدا کرتا ہے آج ہم اپنے سماج میں بدعنوانی، دولت کے غلط اصراف اور ظلم درندگی کو دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ انسان کس قدر غیر ذمہ دار ہوسکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان انسانیت کے مرتبہ سے ہی گر گیا ہے اور افسوس یہ ہے کہ برابر گرتا جارہا ہے۔

اپنی بات کو واضح کرنے کے لئے ہم شادی بیاہ کی تقریبات کی مثال دیں گے جن میں صاحب حیثیت اصحاب کی طرف سے مال ودولت کے بے جا اصراف کا جو مظاہرہ ہورہا ہے اور جس طرح لہو ولعب میں دل کھول کر خرچ کیا جارہا ہے وہ کسی طرح جائز نہیں کیوں کہ اسلام کی نظر میں شادی حقیقت میں مرد وزن کے اس مقدس رشتہ کا نام ہے جس کو عبارت قرار دیا گیا ہے جو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور اس میں اہم صرف نکاح ہے جس میں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف منسوب کرکے وہ میری سنت ہے اس کی اہمیت کو مزید دوبالا کردیا ہے مگر اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو اتنا سہل اور ہلکا پھلکا بنا کر دنیا کے سامنے رکھا ہے کہ ہر کسی امیر وغریب کے لئے اس کی انجام دہی آسان ہوگئی ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ جو نکاح یعنی شادی بیاہ سادگی کے ساتھ انجام پاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور اس کو صرف تعلیم ہی نہیں دی بلکہ عملی طور پر اپنی لخت جگر اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا نکاح بھی اس سادگی کے ساتھ کیا کہ جس میں فضول رسمیات کی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔

ہندوستانی مسلمانوں کی دوسری برائی دور جاہلیت کی طرح رنگ ونسل، حسب ونسب، دولت ووجاہت اور اعلیٰ وادنیٰ کا فرق ہے، حالانکہ اسلام نے اس فرق کو ختم کرکے حسن عمل اور اخلاق وکردار کو عزت واحترام کا معیار قرار دیا تھا، احترام آدمیت کے اسلامی سبق کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے پیروں میں طرح طرح کی بیڑیاں ڈال کر خود کو سمیٹ لیا ہے، اسلام نے انہیں فضول خرچی اور لہو ولعب سے روکا تو وہ اسی میں زیادہ گرفتار ہوگئے ہیں، نماز میں تو تمام مسلمان ایک ہی صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں؛ لیکن مسجد سے نکلنے کے بعد وہ ذات برادریوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں یہی وہ معاشرتی برائیاں ہیں جو گھن کی طرح آج مسلم قوم کو کھائے جارہی ہیں حالانکہ ان کی نشاندہی اور اصلاح کی دردمند عالم دین برابر تلقین فرمارہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

کیا ہم بے یقینی کے شکار ہیں!

قاضی مجاھد الاسلام قاسمیؒ

بے یقینی۔ بے خبری۔ بے عملی اور تعصب و تنگ نظری کسی بھی فرد، جماعت، امت اور قوم کے لیے زوال کی بنیاد ہے۔ بے یقینی یعنی اعتقاد کی کمزوری، بے خبری میں اپنے گردوپیش سے بے خبر رہنا۔ بے عمل یعنی صحیح سمت میں صحیح اقدام سے گریز، عملی جدوجہد سے فرار۔ اور تعصب و تنگ نظری، یعنی فرد یا جماعت کا اپنے ذاتی اغراض اور گروہی مفادات کو ملی اور اجتماعی مفاد پر ترجیح دینا، حق کو اپنے اندر محدود سمجھنا، اچھے کاموں میں تعاون سے گریز اس لیے کہ یہ کام دوسروں کے ہاتھوں ہو رہا ہے، کسی کام کی مخالفت، اس لیے نہیں کہ وہ غلط ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ کسی اور ''بینر'' کے تحت ہو رہا ہے۔

آج کا ہندوستانی مسلم معاشرہ جن نازک اور پیچیدہ حالات سے گزر رہا ہے۔ وہ روز بہ روز نازک ہوتے جا رہے ہیں، لیکن انتہائی بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری صفوں میں انتشار بھی روزافزوں ہے۔ بنیادی طور پر ہم ''بے یقینی'' کا شکار ہیں۔ ''بے خبری'' ہماری امتیازی صفت ہے۔ گردوپیش میں کیا ہو رہا ہے، ماحول میں ہمارے خلاف کس کس طرح کی سازشیں رچی جا رہی ہیں، کتنی زیر زمین تحریکیں اسلام اور مسلمانوں کی جڑیں اکھاڑ دینے کے لیے چلائی جا رہی ہیں، ہم ان تمام چیزوں سے بے خبر ہیں اور ہم اس قدر بے حس ہیں کہ اگر خبر بھی تو ہمارے پاس کوئی فکر نہیں، منصوبہ بندی نہیں، عملی جدوجہد نہیں۔ جو لوگ ذرا حساس ہیں بھی تو وہ اپنی اپنی گروہ بندی اور اپنے اپنے جماعتی حصا٦ر کے قیدی ہیں۔ ملت کے مفاد سے زیادہ انہیں فرد، گروہ اور جماعت کا مفاد عزیز ہے اور پھر تعصب اس قدر بڑھتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف کردار کشی کی مہم شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں پختہ اعتقاد اور اخلاص کی تعلم دی گئی ہے، فرد ہو، کوئی گروہ یا کوئی جماعت، اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی رضا کو ہی سب کچھ سمجھے اور جو کرے محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کرے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فراست مومن کا حوالہ دیا گیا ہے اور'' لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین'' (مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا) اور خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمہ دم اپنے گردوپیش سے باخبر رہنا اور منافقین وکفار کی سازشوں سے باخبر رہنے کی کوشش فرمانا کیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ مسلمانوں کو ہمہ دم حالات پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور معاملات میں فراست ایمانی کا ثبوت دینا چاہیے۔

قرآن کریم نے جس طرح عمل صالح اور جہاد فی سبیل اللہ پر زور دیا ہے اور خود قرآن نے غزوۂ فکری (فکری اور نظریاتی جہاد) یعنی'' جادلہم بالتی ھی احسن'' کی تلقین کی ہے، کیا ہمارے لیے اس کی گنجائش ہے کہ اسلام کے خلاف چاروں طرف فکری اور عملی جنگ برپا ہو اور ہم نہ صرف یہ کہ بے حس اور بے عمل رہیں بلکہ آپس کے تنازعات میں الجھ کر اپنی قوت عمل اور اپنی صلاحیت کار خود ایک دوسرے کے خلاف استعمال کریں، شخصیتیں جو برسہابرس میں بنتی ہیں ان کا اثر ورسوخ ملت کا قیمتی سرمایہ ہے، ہم ان شخصیتوں کی کردار کشی کر کے اپنے ہاتھوں خود اپنی عزت کے ان میناروں کو منہدم کریں۔

اللہ تعالی نے تمہیں حکم دیا ہے۔ ''تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان'' (نیکی وتقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرنا) کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کہیں بھی کسی کے ہاتھوں بھی اگر کوئی کار خیر ہو رہا ہو تو اس کے ساتھ ہمارا ایمانی فریضہ ہے کہ ہم تعاون کریں۔ تعاون فکری ہو یا عملی اس کا معیار صرف یہ ہے کہ ہم پرکھیں اور جانچیں کہ یہ کام نیک اور تقویٰ کا ہے یا نہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ یہ کام کس کے ہاتھوں ہو رہا ہے اور کس کے جھنڈے کے نیچے ہو رہا ہے، ایسا سوچنا انتہائی درجہ کا تعصب اور تنگ نظری ہے جس کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ امت کو کلمہ کی بنیاد پر جمع کیا جانا چاہئے اور کاموں میں تعاون و بر وتقوی اور خیر کی بنیادوں پر کیا جانا چاہئے۔ نظریات کے پیمانہ پر بھی حق کو اپنے اندر ایسے امور میں محدود جاننا جو منصوص قطعی نہیں بلکہ محل اختلاف ہو سکتے ہیں اور ان میں دو رائے ہو سکتی ہے بالکل صحیح نہیں۔

یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ ہم کام اسلام کے نام پر کرتے ہیں لیکن اللہ تعالی کی واضح تعلیمات سے گریز کرتے ہوئے ایسے ملی کاموں میں تعاون سے لوگوں کو روکتے ہیں جو سراسر خیر ہیں اور محض اس لیے روکتے ہیں کہ وہ کام ان لوگوں کے ہاتھ ہو رہا ہے جو ہمارے ہم مسلک اور ہمارے ہم جماعت نہیں ہیں۔ یہ صورت حال امت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

بوڑھے ماں باپ کا ہر حال میں خیال رکھئے

محسنہ برکت علی

بوڑھے عام طور پر بوجھ سمجھے جاتے ہیں اور بہت سے گھروں میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی، ان کے مشوروں اور نصیحتوں کو بکواس سمجھا جاتا ہے، کاروبار کرنے والے اور پینشن پانے والے بزرگوں کو تو برداشت کر لیا جاتا ہے مگر جن بزرگوں کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا اور وہ پوری طرح سے گھر والوں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں، ان کی حالت دگرگوں ہو کر رہ جاتی ہے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ایسے بزرگ جو کما کر لاتے ہیں یا کاروبار کرتے ہیں یا پھر پینشن پاتے ہیں تب تک ان کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جاتی اور انھیں بوجھ نہیں سمجھا جاتا۔ وقت پر کھانا ہی نہیں بلکہ وقتاً فوقتاً گھر والوں کا پیار بھی انڈتار رہتا ہے اور بیمار ہونے پر ان کی تیمارداری بھی کی جاتی ہے کیونکہ وہ دواؤں کا خرچ خود برداشت کرتے ہیں۔ ایسے بزرگوں کی عزت بھی کی جاتی ہے جن کے نام زمین اور جائیداد ہوتی ہے اور ان کی تیمارداری یا ان پر محبتیں اس لئے لٹائی جاتی ہیں کہ انہیں اس جائیداد میں سے حصہ مل جائے یعنی کمانے والے کاروبار کرنے والے یا بے شمار دولت رکھنے والے بزرگوں کو سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے وہ بھی اس وقت تک جب تک ان کے پاس دولت ہوتی ہے یا وہ کمانے کے قابل ہوتے ہیں لیکن جب ان کے پاس دولت ختم ہو جاتی ہے یا وہ کمانے کے لائق نہیں رہ جاتے تو انھیں بوجھ سمجھا جانے لگتا ہے ایسا ہر گھر میں نہیں ہوتا لیکن بیشتر گھروں میں بزرگوں کو اس صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بات وہیں پر آ کے رک جاتی ہے کہ آخر اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا وہ بچے ہیں جن کی پرورش ان ہی بزرگوں نے بڑے ناز و نعم سے تو کی لیکن انھیں بزرگوں کی عزت اور خدمت کا سلیقہ نہیں سکھایا تھا۔ انھیں یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی اپنے بزرگوں کے بیمار ہونے پر انھیں بوجھ نہیں سمجھا کرتے تھے، انھوں نے کبھی یہ سوچ کر انھیں تعلیم سے محروم نہیں رکھا کہ چھوڑو کون تعلیم دلوائے، کیوں میں اپنے پیسے خرچ کروں، انھوں نے اپنے بچوں کو بھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ انھیں اچھے اور عمدہ لباس پہننے کیلئے دن رات کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ ان کا پیٹ بھرنے کیلئے بعض اوقات وہ خود بھوکے سو جایا کرتے تھے لیکن انھیں پیٹ بھر کھانا کھلائے بغیر بھی نہیں سوتے تھے۔ بچوں کا مستقبل سنوارنے کیلئے انہی بزرگوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا پھر ان کے ساتھ یہ برا سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔ کیا نوجوان سمجھتے ہیں کہ وہ بوڑھے نہیں ہوں گے، اپنے والدین اور بزرگوں کے ساتھ بدسلوکی اور بدتمیزی کرنے والے نوجوان والدین یہ بھول جاتے ہیں کہ کل کو ان کی بھی اولاد جوان ہوگی اور کل وہ بھی بوڑھے ہوں گے اور جو سلوک وہ اپنے ماں باپ اور بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں ان کے ساتھ بھی وہی کیا جا سکتا ہے۔ زندگی'' اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے'' کا نام ہے یعنی آپ اپنے بزرگوں سے جیسا سلوک روا رکھیں گے ہو سکتا ہے کل آپ کو بھی اسی طرح کے حالت کا سامنا کرنا پڑے، ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہر انسان ایک نہ ایک دن بڑھاپے کی دہلیز پر پہونچے گا، ظاہر ہے کہ ہم نے جس طرح اپنے ماں باپ اور بزرگوں کے ساتھ سلوک کیا ہوگا ویسا ہی سلوک ہمیں اپنے بچوں سے ملے گا اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کو اپنے آپ پر بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ان کی قربانیوں اور ان کی بزرگی کا خیال کرتے ہوئے ان کی تیمارداری، ان کی دل شکنی، ان کی پسند ناپسند، ان کے آرام اور ان کی ضروریات کا بھرپور خیال رکھیں۔ بزرگ بڑھاپے میں تھوڑے سخت اور چڑچڑ ہو جاتے ہیں اور یہ عمر کا تقاضا ہے، کہا جاتا ہے کہ بچہ اور ایک بوڑھا برابر ہوتے ہیں۔ یعنی جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے، ان کا ضد کرنا، بات بات پر چڑچڑانا عام بات ہے۔ بزرگ بالکل اس بچہ کی طرح ہو اجتے ہیں جو اپنی بات پوری نہ ہونے پر یا کسی چیز کے نہ ملنے پر ناراض یا چڑچڑا جاتے ہیں، ان کی خدمت اس طرح کریں جیسے ہم اپنے بچے کی کرتے ہیں۔ بزرگوں کی خدمت کا کرنا نہ صرف دنیا میں آپ کو سرخرو کرے گا بلکہ آپ کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ بوڑھوں کا بیمار ہونا بات بات پر نکتہ چینی کرنا یا گھر ہی میں موجود رہنا بے شک آپ کو پریشان کرتا ہوگا لیکن ان حالات میں ہی آپ کی آزمائش ہوتی ہے کہ آپ اپنے والدین کو یا گھر کے بزرگوں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں اور ان کی کتنی تیمارداری کرتے ہیں۔ ایک طرح یہ آپ کا امتحان ہے اور اس امتحان میں کامیابی کے بعد ہی آپ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ بزرگوں سے بھی ایک گزارش ہے کہ وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور اور لاچار نہ بنائیں کہ بچے آپ کو بوجھ سمجھنے لگیں یا آپ سے چڑنے لگیں، یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب بزرگ نہ صرف اپنے آپ کو مثالی والدین بنا کر پیش کریں بلکہ بچوں کی تربیت بھی اس انداز میں کریں کہ وہ عمر کے کسی بھی حصہ میں آپ سے بدتمیزی کرنے کی ہمت کر سکیں نہ ہی آپ کے مشوروں کو رد کر سکیں۔ اس سے دوگنا فائدہ ہوگا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بزرگوں کی اچھی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (بحوالہ بکھرے موتی)

Scanned with CamScanner

سیکولر اور جمہوری اداروں کو مذہبی تعصّبات سے پاک رکھئے

امام الدین علیگ

ملک بھر میں سرگرم تعلیمی اداروں کو بنیادی طور پر پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں جدید تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب، نظریات اور مکاتب فکر کے تعلیمی ادارے آتے ہیں جن میں سیکولر اور غیر سیکولر بھی شامل ہیں۔ جہاں تک پبلک سیکٹر یعنی سرکاری تعلیمی اداروں کا تعلق ہے تو پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو تعلیمی نصاب اور مواد کی بنیاد پر سیکولر جمہوری تعلیمی ادارہ قرار دیا جاتا ہے۔ سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں کی تعریف وتوضیح سے قبل مناسب ہوگا کہ ملک میں رائج جمہوریت اور سیکولرزم کی تھوڑی وضاحت کردی جائے۔

سیکولرزم ایک نظر میں

۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء میں انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہونے کے بعد ہندوستان میں آزادی، مساوات، بھائی چارہ اور انصاف کی بنیاد پر جمہوری نظام حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ ۲۶؍نومبر ۱۹۴۹ء کو ملک کا آئین بن کر تیار ہوا۔ ۲۶؍جنوری ۱۹۵۰ء کو اس آئین کے نفاذ کے ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ ہندوستان مکمل طور پر ایک خودمختار جموری ملک ہے جو تمام ہندوستانی عوام کے لیے اظہارِ رائے کی آزادی، عقیدہ اور مذہب پر عمل کرنے اور اس کا پرچار کرنے کی آزادی، یکساں مواقع کی فراہمی اور تمام شہریوں میں بھائی چارے کے جذبات کو فروغ دے کر سیاسی، اقتصادی اور سماجی انصاف کے حصول کے لیے جدوجہد کرے گا۔ چونکہ ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے تعلیم کو سب سے اہم ٹول اور ضرورت سمجھا گیا، اس لیے آئین کی دفعہ ۴۵ کے مطابق یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ملک کی تمام ریاستوں میں آئین کے نافذ ہونے کی تاریخ سے دس سال سے لے کر ۱۴؍سال تک کے ہر بچے کے لیے لازمی اور مفت تعلیم کا بندوبست کیا جائے گا۔ آئین کے مذکورہ بالا اہداف کو حاصل کرنے میں حکومت ہند اب تک کس حد تک کامیاب یا ناکام ہوئی ہے یہ الگ موضوع بحث ہے۔ ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر رادھا کرشنن کی سربراہی میں جامعاتی تعلیمی کمیشن اور ۱۹۶۴ء میں دولت سنگھ کوٹھاری کی صدارت میں قائم کردہ نظام کو منظم کرنے کا کام شروع ہو گیا تھا۔ ۱۹۵۲ء میں لکشمی سوامی مدالیر کی صدارت میں قائم ہوئے ثانوی تعلیمی کمیشن کی سفارشات کی بنیاد پر ۱۹۶۸ء میں تعلیمی پالیسی پر ایک تجویز پاس کی گئی جس میں، قومی ترقی کے تئیں پُرعزم، بااخلاق، باکردار اور ماہرفن طلبا کو تیار کرنے کا ہدف رکھا گیا۔ اس کے بعد مئی ۱۹۸۶ء میں نئی قومی تعلیمی پالیسی نافذ کی گئی، جواب تک چل رہی ہے۔ ۱۹۸۶ء میں ایک نئی ایجوکیشن پالیسی تیار کی گئی جس میں جمہوری وسیکولر اقدار کا خیال رکھتے ہوئے شہریت وثقافت اور قومی اتحاد کے جذبے کو تقویت دینے، ہر سطح پر تعلیم کے نظام کی تعمیر نو کرنے، تعلیم کے معیار کو بلند کرنے، سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد پر اخلاقی اقدار کو تیار کرنے، تعلیم اور زندگی میں گہرا رشتہ قائم کرنے پر زور دیا گیا تھا۔

سیکولرزم کو ہندی میں ''دھرم نرپیکش'' کہا جاتا ہے جب کہ اُردو میں عموماً سیکولرازم کو لادینیت یا پھر مذہبی غیر جانبداری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سیکولرزم کی اصطلاح کے سلسلے میں دنیا کے مختلف ممالک اور خطوں میں الگ الگ تصورات پائے جاتے ہیں۔ مگر جس مغربی دنیا میں اس اصطلاح نے جنم لیا ہے وہاں آج بھی عملی طور پر سیکولرازم لادینیت کے ہی مترادف ہے لیکن ہندوستان میں اکثر وبیشتر مذہب کے معاملے میں غیر جانبدار ہونے کو سیکولرزم کہا جاتا ہے۔ جہاں سیکولرزم کا ایک مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت کو چلانے اور ریاستی پالیسی کے تعین میں مذہب کا عمل دخل نہ ہو، وہیں اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ سرکاری پالیسی اور قانون کا نفاذ مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر کیا جائے اور سبھی مذاہب کے ماننے والوں کو ہر میدان میں یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔

جمہوری معاشرہ اور سیکولرزم

جمہوریت اور سیکولرزم کو ملا کر جس طرح کے اغراض ومقاصد اور اہداف کا تعین کیا گیا تھا وہ ملک کے کثیر ثقافتی معاشرے کے لیے ضروری تھا۔ ۱۹۸۶ء کی ایجوکیشن پالیسی کی یہ خاصیت تھی کہ اس میں بڑی حد تک ان جمہوری اور سیکولر اقدار کا خیال رکھا گیا تھا۔ لیکن گزشتہ چند برسوں میں حالات نے بہت تیزی سے کروٹ بدلی ہے۔ ملک کے موجودہ حالات میں فرقہ پرست اور ہندوتوادی طاقتوں نے نہ صرف زور پکڑا ہے بلکہ ملک کے سیکولر اور جمہوری اقدار پر ان کا حملہ بھی تیز سے تیز تر ہو گیا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں اقتدار کی باگ ڈور آ جانے سے حالات کی سنگینی مزید بڑھ گئی ہے۔ آر ایس ایس سے تعلق رکھنے والے وزیراعظم نریندر مودی کے موجودہ دورِ اقتدار میں جہاں تعلیمی اداروں میں انتہا پسند اور ہندوتوادی طاقتوں کی بے جا مداخلت اور دراندازی کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے وہیں ملک کی تعلیمی بنیاد یعنی ایجوکیشن پالیسی اور تعلیمی نصاب پر ہی ڈاکہ ڈالنے کی تیاری چل رہی ہے۔ پونے کے فلم انسٹی ٹیوٹ سے لے کر، جواہر لعل یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی جیسے اعلیٰ اور مؤقر تعلیمی اداروں میں یکے بعد دیگرے رونما ہونے والے واقعات سرکاری دراندازی کے جیتے جاگتے ثبوت ہیں۔ ان اداروں میں رونما ہونے والے واقعات اس بات کے ثبوت ہیں کہ موجودہ حکومت ملک کے تعلیمی اداروں کا بھگواکرن کرنے کی پُرزور کوشش ہو رہی ہے مگر جن اداروں کے ماحول کو اپنے رنگ میں رنگنے میں ان طاقتوں کو کامیابی نہیں حاصل ہو رہی ہے یا جہاں ہندوتو طاقتوں کی پشت پناہی والی حکومت کی متنازع کوششوں کی مخالفت ہو رہی ہے، وہاں پر طلبا میں خوف وہراس کا ماحول پیدا کر کے تعلیمی سرگرمیوں کو متاثر کرنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ مرکز میں اقتدار میں آنے کے محض چند ماہ بعد ہی دہلی یونیورسٹی اور پھر اس کے بعد حیدرآباد مرکزی یونیورسٹی میں جہاں ایک طرف ایک دلت اسکالر روہت ویمولا کو خودکشی کے لیے مجبور کیا گیا وہیں دوسری طرف جواہر لال نہرو یونیورسٹی میں کھلے عام فرضی ویڈیو کلپ کی آڑ میں طلبا کو ہراساں کرنے اور ان کو ملک سے غداری جیسے سنگین الزامات میں پھنسانے کی کوشش بھی کی گئی۔ گزشتہ یوم آزادی کے موقع پر جانچ پڑتال کے بہانے جہاں جامعہ ملیہ اسلامیہ کو نشانہ بنایا گیا وہیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کے تعلق سے مرکزی حکومت کا متعصّبانہ رویہ بھی سب کے سامنے آتا رہا۔

تعلیمی اداروں میں دن بدن بڑھتی حکومت کی مداخلت یوں ہی نہیں ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر ایک منصوبے کے تحت انجام دیا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر اعلیٰ تعلیمی اداروں کے اہم عہدوں پر حکومت کے ذریعے اپنے ہم خیال وفسطائی نظریات کے لوگوں کی تقرری کرنا اور پھر ان عہدیداروں کی جانب سے کھلے عام شرپسند عناصر کی پشت پناہی کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آنے والے وقت میں کسی بڑی تبدیلی کے لیے ماحول سازگار کیا جارہا۔ مگر یہ بڑی تبدیلی آخر کیا ہوسکتی ہے؟ اگر غور کیا جائے تو ایک ہی بات سامنے آتی ہے وہ ''نئی ایجوکیشن پالیسی''، جس کی آڑ میں حکومت اپنے بھگوا ایجنڈے کی تکمیل کرنا چاہتی ہے۔ موجودہ حکومت کی جانب سے نئی ایجوکیشن پالیسی وضع کرنے کے معاملے کو بہت ہی سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے۔ مجوزہ نئی ایجوکیشن پالیسی سابقہ پالیسیوں کی طرح بالکل نہیں ہوگی، بلکہ یہ سیکولر اور جمہوری اقدار پر قائم ملک کے تمام تعلیمی اداروں کے لیے کسی خوفناک طوفان سے کم نہ ہوگی جو ان کے نصاب کو تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اقدار اور اغراض ومقاصد کو ہی بدل کر رکھ دے گی۔ اس مجوزہ نئی پالیسی کے اثرات سے کوئی بھی سرکاری یا نیم سرکاری تعلیمی ادارہ مستثنیٰ نہیں رہ سکے گا۔ موجودہ حکومت نئی ایجوکیشن پالیسی لا کر تعلیمی نصابِ تعلیم اور زیر تدریس کورسوں اور مواد کو تبدیل کر کے سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں کو مکمل طور پر بھگوا رنگ میں رنگنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ جس کے اثرات بہت ہی دوررس ثابت ہوں گے، جو آنے والی تمام نسلوں کی سوچ اور رجحان کو بدل کر رکھ دے گی۔

مذکورہ بالا سطور میں جمہوریت اور سیکولرزم کی جو وضاحت کی گئی ہے اس کے مطابق سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں کی تعریف کچھ اس طرح سے کی جاسکتی ہے کہ ایسے تعلیمی ادارے جن کا تعلیمی نصاب اور مواد مذہبی تعصّبات، ذات پات اور جنسی امتیازات سے پاک ہو، جہاں مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر سبھی کو حصول تعلیم کے یکساں مواقع فراہم ہوں تاکہ جمہوری اقدار واہداف کے حصول کو یقینی بنایا جاسکے، انھیں سیکولر جمہوری تعلیمی ادارہ کہا جاسکتا ہے۔ سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں کی تعریف سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ جمہوری اقدار واہداف کی حفاظت وحصولیابی ہی ان تعلیمی اداروں کا بنیادی مقصد اور ذمہ داری ہے۔ مختصر طور پر سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں کے مقاصد واہداف میں جمہوری اقدار کو فروغ دینا اور ان کی حفاظت کرنا، اچھے اخلاق وخصائص کو فروغ دینا، فکری صلاحیتوں کو پروان چڑھانا، سماجی خدمت کے جذبے کو بیدار کرنا، طلبا کی شخصیت کو نکھارنا، قائدانہ صلاحیت پیدا کرنا، قومی وبین الاقوامی امور پر بیدار کرنا، اچھا شہری بننے کے لیے تربیت دینا اور ایک خوشحال زندگی کے لیے طلبا میں صنعتی، کاروباری اور فنی صلاحیتوں کو ابھارنا وغیرہ شامل ہے۔ ان تعلیمی اداروں کے کردار کو سمجھنے کے لیے مشہور ماہر تعلیم جان ڈی وی کا یہ قول بھی معاون ہوسکتا ہے کہ ''ایک جمہوری معاشرے میں ایسی تعلیم کا انتظام کرنا چاہیے جس سے ہر شخص سماجی کاموں اور تعلقات میں ذاتی طور پر دلچسپی لے سکے'' تعلیم کو انسان میں ہر ایک سماجی تبدیلی کو مثبت طور پر قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔'' ظاہر سی بات ہے کہ تعلیم یافتہ ہونے پر ہی انسان اپنے اور دیگر لوگوں کے حقوق کے سلسلے میں آگاہ ہوسکتا ہے اور آگاہی کے بعد ہی عوامی مفاد کے لیے اپنی سماجی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لیے متحرک اور سرگرم ہوسکتا ہے۔ جس ملک کے ناخواندہ اور خوابیدہ عوام اپنے حقوق اور فرائض کو ہی نہ جانتے ہوں تو اس ملک میں اہل اقتدار کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جاتا ہے جو عوام پر اپنی خواہشات کو مسلط کرنا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے جمہوریت کا بنیادی مقصد ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ چونکہ جمہوری نظام حکومت میں ملک کے تمام شہری حصہ لیتے ہیں اور جمہوریت کی باگ ڈور عوام کے ہاتھ میں ہوتی ہے اسی لیے جمہوری ملک کے ہر شہری کو جہاں ایک طرف اپنے حقوق اور فرائض کا علم ہونا چاہیے وہیں دوسری طرف اس کو تعصب اور جہالت کی تاریکی سے بھی دور رہنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنے ملک میں ایک مناسب حکومت کی تشکیل میں اپنا مطلوبہ کردار ادا کر سکے اور تمام تعصّبات سے بالاتر ہو کر صحیح اور اہل افراد کو اقتدار کی کرسی تک پہنچا سکے۔

مسلم طلبہ کا مطلوبہ کردار

یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ بے انتہا غور وخوض اور محنت ومشقت کے بعد ان سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں کے قیام کے پیچھے جس طرح کے اغراض ومقاصد اور اہداف کو متعین کیا گیا ہے، دین اسلام کے پاس وہ اقدار ومقاصد نہ صرف پہلے سے ہی موجود ہیں بلکہ ان سے کہیں زیادہ بہتر اور معیاری اقدار ومقاصد اسلام اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ مزید یہ کہ اسلام نے نہ صرف زبانی طور پر اپنے اعلیٰ ترین اور معیاری اقدار ومقاصد کا دنیا کے سامنے تعارف کرایا ہے بلکہ اہلِ اسلام نے ان پر عمل کر کے دنیا کو یہ باور کرایا ہے کہ اس کے پاس ہی ایک مثالی ملک وسماج کی تعمیر کی کنجی ہے جس کے حصول کے لیے دنیا ادھر ادھر بھٹک رہی ہے۔ اسلام کے پاس زندگی کے ہر شعبے سے متعلق رہنما اصول موجود ہیں۔ سیاسیات، اقتصادیات، سماجیات کے ساتھ ساتھ حصول تعلیم سے متعلق بھی واضح ہدایات اور رہنما اصول موجود ہیں جیسا کہ قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت ہی تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو مسلم طلبا کی ذمہ داری دوگنی ہو جاتی ہے۔

ملک بھر میں سرگرم جمہوری تعلیمی اداروں کی خاصیت ہی یہی ہے کہ ان میں زیر تعلیم طلبا کا تعلق مختلف مذاہب، رنگ ونسل، الگ الگ ذات برادریوں اور خطوں سے ہوتا ہے جو الگ الگ ماحول اور تہذیب وثقافت سے ہونے کے باجود یونیوسٹیوں اور کالجوں میں ایک ہی ماحول میں ایک ساتھ پڑھتے لکھتے، اٹھتے بیٹھتے اور کھیلتے کودتے ہیں۔ ان سیکولر جمہوری تعلیمی اداروں میں مسلم طلبا کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں جس طرح غیر مسلم طلبا مختلف نظریات اور ازم سے تعلق رکھتے ہیں اسی طرح مسلم طلبا بھی اسلام کے مختلف مکاتب فکر وخیال کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جہاں غیر مسلم طلبا نے اپنے فکر وخیال کی نسبت سے اپنی اپنی طلبا تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں وہیں مسلم طلبا تنظیمیں، تحریکیں اور جماعتیں بھی ان اداروں میں اپنا سرگرم رول ادا کر رہی ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۴؍پر)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

پوتن یوکرین کے ساتھ مذاکرے کے لیے بیلا روس میں وفد بھیجنے کو تیار

روس کے صدر ولادیمیر پوتن یوکرین کے ساتھ مذاکرے کے لیے بیلا روس کے دارالحکومت منسک میں ایک وفد بھیجنے کو تیار ہیں۔روس کے صدارتی دفتر''کریملن'' نے جمعہ کو کہا کہ روس کی فوج نے یوکرین پر حملے کے دوسرے دن اس کے دارالحکومت کیف کا محاصرہ کرلیا ہے۔یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلنسکی نے روس کے رہنما سے مذاکرے کی اپیل کرنے کی تازہ ترین کوشش کی ہے،اور کہا ہے کہ وہ یوکرین کی''غیر جانبداری'' پر بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔کریملن نے کہا کہ روسی صدر نے مسٹر زیلینسکی کی تجویز ہر غور کیا ہے اور ایک روسی وفد منسک بھیجنے کے لیے تیار ہیں،وفد میں وزارت دفاع، وزارت خارجہ اور صدارتی انتظامیہ کے حکام شامل ہوں گے۔بیلا روس کے صدر، الیگزینڈر لوکاشینکو نے روس-یوکرین مذاکرے کی میزبانی قبول کی ہے۔مسٹر پوتن نے 21 فروری کو خود ساختہ ڈونیٹسک اور لوہانسک کو آزاد جمہوریہ کے طور پر تسلیم کیا تھا اور دونوں جمہوریہ کی طرف سے فوجی امداد کی درخواست کے بعد اس ہفتے یوکرین کے خلاف فوجی آپریشن شروع کر دیا تھا،ڈونیٹسک اور لوہانسک کے وزرائے خارجہ رسمی طور پر سفارتی تعلقات قائم کرنے کے لیے جمعہ کو ماسکو پہنچے تھے۔(یو این آئی)

یوکرین سے ہندوستانی شہریوں کو لانے کے لیے پرواز کا بندوبست

ایئر انڈیا یوکرین میں پھنسے ہوئے ہندوستانی شہریوں کو واپس لانے کے حکومت کے منصوبے کے تحت رومانیہ کے دارالحکومت بخارسٹ اور ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپیسٹ کے لیے دو پروازیں روانہ کریں گی ذرائع نے یواین آئی کو بتایا کہ دونوں پروازیں جمعہ کے روز روانہ ہوسکتی ہیں ان میں سے ایک فلائٹ دہلی سے اور دوسری ممبئی سے روانہ ہوسکتی ہے حکومت ان انخلائی پروازوں کے لیے ایئر انڈیا کو ادائیگی کرے گی بخارسٹ اور بوڈاپیسٹ کے لیے طے شدہ پروازیں ہفتے کے روز بھی روانہ ہوسکتی ہیں۔دریں اثناء بوڈاپیسٹ میں ہندوستانی سفارت خانہ نے کہا ہے کہ وہ رومانیہ اور ہنگری سے انخلائی روٹ قائم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔سفارت خانے کی طرف سے جاری کردہ ایڈوائزری میں کہا گیا ہے کہ ہندوستانی شہریوں، خاص طور پر ہنگری اور رومانیہ کی سرحد کے قریب رہنے والے طلبہ کو مشورہ دیا جا رہا ہے کہ وہ وزارت خارجہ کی ٹیم کے ساتھ رابطہ کرکے منصوبہ بند اور منظم انداز میں روانگی اختیار کریں۔(یواین آئی)

آسٹریلیا نے روس کے خلاف پابندیوں میں توسیع کردی

آسٹریلیا نے جمعہ کو اپنے مغربی اتحادیوں کینیڈا، امریکہ اور یورپی یونین کے بعد روس کے خلاف پابندیوں میں توسیع کردی۔آسٹریلیا کے وزیر اعظم اسکاٹ موریسن نے جمعہ کو اس کا اعلان کیا۔انہوں نے بتایا کہ آسٹریلیا نے یہ قدم یوکرین کے خلاف روس کی فوجی کارروائی کی وجہ سے اٹھایا ہے۔(یو این آئی)

کیا اسرائیل اور ترکی پھر قریب آرہے ہیں؟

اسرائیل اور ترکی ایک مرتبہ پھر ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں،اسرائیلی صدر گزشتہ روز یونان پہنچے ہیں تاکہ ترکی کے ساتھ آئندہ تعلقات کے حوالے سے اس خطے کے اپنے اتحادی یونان کے خدشات دور کر سکیں۔اسرائیل کے صدر اسحاق ہرزوگ جمعرات کو یونان پہنچے تھے۔ان کے اس دورے کا مقصد ترکی کے حوالے سے یونان میں پائے جانے والے خدشات کو دور کرنا ہے، یونان اور ترکی علاقائی حریف ہیں اور حالیہ برسوں کے دوران ان دونوں ملکوں کے مابین کشیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ترک صدر رجب طیب ایردوغان اسرائیل کی فلسطینیوں کے حوالے سے پالیسیوں کے سخت ناقد ہیں لیکن اسرائیل میں حکومت کی تبدیلی کی بعد سے اسرائیل اور ترکی کے مابین تعلقات میں پایا جانے والا تناؤ کم ہوا ہے اور توقع ہے کہ اسرائیلی صدر آئندہ ماہ ترکی کا دورہ کریں گے۔اس حوالے سے یونان اور قبرص میں تشویش ہے۔لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ ترکی کے ساتھ اسرائیل کا کوئی بھی رشتہ اس یہودی ریاست کے اپنے بحیرہ روم کے پڑوسیوں یونان اور قبرص کے ساتھ تعلقات کو کمزور نہیں کرسکتا۔تل ابیب یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ فار نیشنل سکیورٹی اسٹڈیز کے سینئر محقق اوڈ ایرن کا نیوز ایجنسی اے ایف پی سے گفتگو کرتے ہوئے کہنا تھا:''اسحاق ہرزوگ کو اس ملاقات میں یونانی رہنماؤں کو یقین دلانا ہوگا کہ ترکی کے ساتھ بہتر تعلقات کی قیمت کسی بھی صورت یونان کو ادا نہیں کرنی ہوگی۔'' واضح ہو کہ مسلم اکثریتی ملک ترکی اور یہودی ریاست کے درمیان تعلقات 2010ء میں غزہ پٹی کے لیے امداد لے جانے والے ترک بحری بیڑے پر اسرائیلی حملے میں 10 شہریوں کی ہلاکت کے بعد سرد مہری کا شکار ہو گئے تھے، دوسری جانب اسرائیل اور یونان کے تعلقات گزشتہ ایک دہائی کے دوران مزید گہرے ہوئے ہیں۔2019 میں قبرص، یونان، مصر، اسرائیل، اردن، اٹلی اور فلسطینی علاقوں نے ''مشرقی بحیرہ روم گیس فورم'' بنانے پر اتفاق کیا تھا لیکن تب ترکی کو اس میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔پھر 2020 میں اسرائیل، یونان اور قبرص نے مشرقی بحیرہ روم سے یورپ تک گیس بھیجنے کے لیے ایک بڑی پائپ لائن کے لیے''ایسٹ مِڈ معاہدے'' پر دستخط کیے لیکن انقرہ حکومت کو اس پر شدید اعتراض تھا۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

انڈونیشیا میں زلزلہ، دو افراد ہلاک بیس زخمی

انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا میں آنے والے زلزلے کے نتیجے میں کم از کم دو افراد ہلاک جبکہ بیس زخمی ہو گئے ہیں۔امریکی ارضیاتی ادارے کے مطابق ریکٹر اسکیل پر اس زلزلے کی شدت 6.2 ریکارڈ کی گئی، جس کے جھٹکے ہمسایہ ممالک ملائیشیا اور سنگاپور میں بھی محسوس کیے گئے۔مقامی حکام نے بتایا ہے کہ اس شدید زلزلے کی وجہ سے درجنوں مکانات منہدم ہو گئے۔بتایا گیا ہے کہ جس پہاڑی ضلع میں اس زلزلے کی شدت زیادہ محسوس کی گئی، وہاں لینڈ سلائیڈنگ بھی ہوئی۔اس زلزلے کے فوری بعد سونامی کی وارننگ بھی جاری کردی گئی تھی، جو بعد ازاں واپس لے لی گئی۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم و روزگار

مذہبی شدت پسندی کا یہ جنون ملک کو تباہ کردے گا

وقت آگیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کیلئے الگ الگ اسکول اور کالج کھولے جائیں۔مولانا ارشد مدنی

ملک میں جاری مذہبی شدت پسندی اور فرقہ وارانہ بنیاد پر عوام کو تقسیم کرنے کے خطرناک کھیل کی مذمت کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا ارشد مدنی نے کہا کہ مذہبی شدت پسندی کا یہ جنون ملک کو تباہ کردے گا،اب وقت آگیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کیلئے الگ الگ اسکول اور کالج کھولے جائیں۔یہ بات انہوں نے جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کی صدارت کرتے ہوئے کہی۔عاملہ کی اس میٹنگ میں ملک کے موجودہ حالات اور قانون وانتظام کی تشویشناک صورتحال پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور ساتھ ہی دوسرے اہم ملی وسماجی ایشوز اور عصری تعلیم ،لڑکے اور لڑکیوں کے لئے اسکول اور کالج کا قیام خاص طور پر لڑکیوں کے لئے دینی ماحول میں تعلیمی ادارے کا قیام اور اصلاح معاشرہ کے طریقہ کار نیز دفتری وجماعتی امور پر تفصیل سے غور وخوض ہوا۔صدر جمعیۃ علماء ہند نے عاملہ کی میٹنگ میں کہا کہ مذہب کے نام پر کسی بھی طرح کا تشدد قابل قبول نہیں ہوسکتا،انہوں نے کہا کہ مذہب انسانیت ، رواداری، محبت اور یکجہتی کا پیغام دیتا ہے اس لئے جو لوگ اس کا استعمال نفرت اور تشدد برپا کرنے کے لئے کرتے ہیں وہ اپنے مذہب کے سچے پیروکار نہیں ہوسکتے ہیں اور ہمیں ہر سطح پر ایسے لوگوں کی مذمت اور مخالفت کرنی چاہیے۔انہوں نے کہا کہ نفرت اور فرقہ پرستی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بیشتر سیاستدانوں میں نفرت کی تخم ریزی کرکے اقتدار حاصل کرنے کی ہوس شدید تر ہوگئی ہے جس کی وجہ سے فرقہ پرستی اور مذہبی شدت پسندی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ بعض سیاست دان اکثریت کو اقلیت کے خلاف صف آراء کرنے کے لیے مذہبی شدت پسندی کا سہارا لینے لگے ہیں تاکہ آسانی سے اقتدار حاصل کرسکیں اور حکمرانوں نے ڈر اور خوف کی سیاست کو اپنا شعار بنالیا ہے لیکن میں واضح کردینا چاہتا ہوں کہ حکومت ڈر اور خوف سے نہیں بلکہ عدل وانصاف سے ہی چلا کرتی ہے۔آج ہمارے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ یہ ملک کسی خاص مذہب کے نظریے سے چلے گا یا سیکولرزم کے اصولوں پر۔انہوں نے کہا کہ حالات بہت خطرناک ہوتے جارہے ہیں ایسے میں ہمیں متحد ہوکر میدان عمل میں آنا ہوگا۔

مولانا مدنی نے وضاحت کی کہ ہمارا اختلاف اور ہماری لڑائی کسی سیاسی پارٹی سے نہیں صرف ان طاقتوں سے ہے جنہوں نے ملک کے سیکولر قدروں کو پامال کرکے ظلم وجارحیت کو اپنا شیوہ بنالیا ہے۔عوام کے ذہنوں میں طرح طرح کے غیر ضروری ایشوز بٹھا کر مذہبی جنون پیدا کرنے کی کوشش ہورہی ہے مگر امید افزا بات یہ ہے کہ تمام ریشہ دوانیوں کے باوجود ملک کی اکثریت فرقہ پرستی کے خلاف ہے۔انہوں نے کہا کہ ملک کے حالات بلاشبہ مایوس کن ہیں لیکن ہمیں مایوس ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس ملک میں ایک بڑی تعداد انصاف پسند لوگوں کی موجود ہے جو فرقہ پرستی ،مذہبی شدت پسندی اور اقلیتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کے خلاف نہ صرف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں بلکہ نڈر ہوکر حق کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ان فرقہ پرستوں کے خلاف عدالت کا بھی رخ کررہے ہیں۔

مولانا مدنی نے کہا کہ پچھلے چند برسوں کے دوران اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوتا آرہا ہے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، نئے نئے تنازعہ کھڑا کرکے مسلمانوں کو نہ صرف اکسانے کی کوششیں ہورہی ہیں بلکہ انہیں کنارے لگا دینے کی منصوبہ بند سازشیں ہورہی ہیں لیکن ان سب کے باوجود مسلمانوں نے جس صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا ہے وہ مثال ہے۔اس کے لیے ملک کا ایک بڑا انصاف پسند طبقہ انہیں تحسین پیش کر رہا ہے۔انہوں نے کہا ہمیں آگے بھی اسی طرح کا صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا ہوگا کیونکہ فرقہ پرست طاقتیں آئندہ بھی مختلف بہانوں سے اکسانے اور مشتعل کرنے کی کوششیں کرسکتی ہیں۔انہوں نے کہا کہ جدوجہد آزادی میں قربانی دینے والے ہمارے بزرگوں نے جس ہندوستان کا خواب دیکھا تھا وہ ایسی نفرت اور ظلم وستم کا ہندوستان ہرگز نہیں تھا۔ہمارے بزرگوں نے ایسے ہندوستان کا خواب دیکھا تھا جس میں بسنے والے تمام لوگ نسل برادری اور مذہب سے اوپر اٹھ کر امن وآشتی کے ساتھ رہ سکیں۔

مولانا مدنی نے کہا کہ تعلیم کے فروغ پر جمعیۃ علماء ہند کی توجہ روز اول ہی سے رہی ہے۔مدارس ومکاتب کے قیام کے ساتھ ساتھ عصری اور ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے والے غریب اور ضرورت مند طلبہ کو جمعیۃ علماء ہند اور مولانا حسین احمد مدنی چیریٹیبل ٹرسٹ دیوبند 2012 سے مسلسل میرٹ کی بنیاد پر منتخب ہونے والے کو اسکالرشپ فراہم کررہی ہے اور گزشتہ تعلیمی سال کے دوران 656 طلبہ کو تقریبا ایک کروڑ روپے کی اسکالرشپ دی گئی،جس میں ہندو طلبہ بھی شامل ہیں۔یہ اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ جمعیۃ علماء ہند مذہب کی بنیاد پر کوئی کام نہیں کرتی۔اسی اسکیم کے تحت اس سال بھی اسکالرشپ فراہم کی جائے گی۔مولا مدنی نے کہا کہ ہمیں ایسے اسکولوں اور کالجوں کی اشد ضرورت ہے جن میں دینی ماحول میں ہمارے بچے اعلی دنیاوی تعلیم کسی رکاوٹ اور امتیاز کے بغیر حاصل کرسکیں،انہوں نے قوم کے بااثر افراد سے اپیل بھی کی جن کو اللہ نے دولت دی ہے زیادہ سے زیادہ لڑکے اور لڑکیوں کے لئے الگ الگ ایسے اسکول وکالج بنائیں جہاں بچے دینی ماحول میں آسانی سے اچھی تعلیم حاصل کرسکیں انہوں نے کہا کہ ہمیں جس طرح مفتی، علماء وحفاظ کی ضرورت ہے اسی طرح پروفیسر ڈاکٹر انجینئر وغیرہ کی بھی ضرورت ہے بدقسمتی یہ ہے کہ جو ہمارے لئے اس وقت انتہائی اہم ہے اس جانب مسلمان خاص طور پر شمالی ہندوستان کے مسلمان توجہ نہیں دے رہے ہیں آج مسلمانوں کو دوسرے چیزوں پر خرچ کرنے میں تو دلچسپی ہے لیکن تعلیم کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے یہ ہمیں اچھی طرح سمجھنا ہوگا ملک کے موجودہ حالات کا مقابلہ صرف اور صرف تعلیم ہی سے کیا جاسکتا ہے۔

جمعیۃ علماء ہند ملک کے ہر باشندے سے بھی یہ اپیل کرتی ہے کہ وہ فرقہ پرست طاقتوں کے جھوٹے اور گمراہ کن پروپیگنڈے کے دام میں نہ آئیں اور ملک کے ماحول کو بہتر بنانے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں نیز اپنے آباء واجداد کی قدیم روایتوں کو نہ چھوڑیں جمعیۃ علماء ہند اس موقع پر ان تمام سیاسی جماعتوں،سماجی تنظیموں اور اداروں سے بھی پرزور اپیل کرتی ہے جو ملک میں سیکولرزم اور قانون کی بالادستی میں یقین رکھتے ہیں وہ فرقہ پرست اور فسطائی طاقتوں کے خلاف متحد ہوجائیں۔جمعیۃ علماء ہند کا یہ پختہ یقین ہے کہ ملک کی ترقی خوشحالی اور سلامتی کی کلید باہمی اخوت،رواداری اور مذہبی ہم آہنگی میں مضمر ہے اس کے بغیر ہمارا ملک ہندوستان ترقی کے راستے طے نہیں کرسکتا۔

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ماب لنچنگ کے خلاف سخت قانون بنائے حکومت: حضرت امیر شریعت

خلیل رضوی کو ماب لنچنگ کے ذریعہ زندہ جلا کر مار دیے جانے کا واقعہ شرمناک، سخت ایکشن لے حکومت

بہار کے سمستی پور ضلع کے مسری گھراری کے قریب واقع گوہدا بستی میں سماجی کارکن جدیو لیڈر خلیل رضوی کو کچھ شر پسندوں نے گائے کے نام پر ماب لنچنگ کے ذریعہ زندہ جلا کر بے رحمی کے ساتھ مار دیا۔ اس واقع کو لے کر لوگوں میں کافی غم وغصہ ہے۔ سرکار کے دعوں کے باوجود ماب لنچنگ کے واقعات رکنے کا نام نہیں لے رہے ہیں اور کوئی نہ کوئی وجہ بنا کر اقلیتوں کو ہراساں کرنے، انہیں زدوکوب کرنے حتی کہ ان کی جان لینے کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔ سمستی پور کے حالیہ واقعہ میں بھی شر پسندوں نے پہلے مقتول خلیل رضوی کو پکڑ کر اس سے گائے کے گوشت کھانے کو لے کر سوالات کیے اور اسے زدوکوب کیا، اس کی ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر بھی ڈال دیا۔ پھر بعد میں جب اتنے پر بھی ظالموں کی درندگی کی تسکین نہ ہوئی تو اسے زندہ جلا کر مار دیا۔ اس واقعہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے کہا ہے کہ ہندوستان کثیر مذہبی، کثیر لسانی اور کثیر تہذیبی ملک ہے، اس ملک نے ہمیشہ دنیا کے تمام مذاہب کا کھلے دل سے خیر مقدم کیا ہے اور انہیں اپنی سرزمین پر پھلنے پھولنے کا موقع دیا ہے۔ ہندوستان دنیا کا واحد ملک ہے جس میں دنیا کے اتنے مذاہب کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ گزشتہ چند سالوں میں اس ملک کی باہمی اخوت اور امن وآشتی کی فضا کو آلودہ اور زہر آلود کر دیا گیا ہے۔ صدیوں سے ایک ساتھ رہنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کی جارہی ہیں۔ ایک خاص سوچ کے لوگ ہندوستان کے اتحاد اور سالمیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں لوگ ہجوم کی شکل میں غریب اور کمزور مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں اور ان کی جانیں لے لیتے ہیں۔ انسان بھیڑیا بنتا جا رہا ہے۔ نفرت کو اس طرح بھڑکایا گیا ہے کہ لگتا ہے پورا ملک آگ کی لپیٹ میں ہے۔ کبھی حجاب کے نام پر، کبھی گائے کے نام پر تو کبھی جئے شری رام کے نعرے پر اقلیتوں کو خوف زدہ کرنے اور ان کے بنیادی حقوق کو سلب کرنے کی پریکٹس کی جارہی ہے، جس میں حکومت اور انتظامیہ کا درپردہ سپورٹ اور حمایت بھی ان کو حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان اس ملک میں صدیوں سے رہ رہے ہیں، اگر واقعات ہوتے ہیں تو ان کا تدارک بھی ضروری ہے، بیماری کا علاج بھی ضروری ہے۔ کتنی ہی حکومتیں آئیں اور چلی گئیں لیکن ایسی صورتحال کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ ماب لنچنگ کا شکار ہونے والے زیادہ تر مسلمان ہیں لیکن کچھ دلت، سکھ اور عیسائی بھی اس ننگا ناچ کا شکار ہوئے اور ظلم کا خونی کھیل جاری رہا تو ریاست اور مرکزی حکومت نے اگر اس پر قابو نہ پایا تو ملک کا اتحاد خطرے میں پڑ جائے گا۔

حضرت امیر شریعت نے ریاستی اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ کی گائیڈ لائن کے مطابق اسے روکنے کے لیے سخت قوانین بنائے جائیں، جس میں مقامی انتظامیہ کو اس کے لیے جوابدہ بنایا جائے اور مجرموں کو سخت سزا دی جائے اور متاثرین کو مناسب معاوضہ دیا جائے۔ اور اس معاملے کی سماعت فاسٹ ٹریک عدالت کرے تاکہ جلد سے جلد کارروائی ہو سکے۔ جلد کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے بھی مجرموں کے حوصلہ بڑھتے ہیں۔ انصاف میں دیر کرنا بھی نا انصافی ہی ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ بہار سے کہا کہ جس طرح جھارکھنڈ، مغربی بنگال، راجستھان اور منی پور نے اینٹی ماب لنچنگ قانون پاس کیا ہے۔ اسی طرح حکومت بہار اور مرکزی حکومت بھی اینٹی ماب لنچنگ قانون پاس کرے، آپ نے کہا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ آئین میں ہر شخص کو دیے گئے تحفظات کو یقینی بنائے۔ آئین کے آرٹیکل 21 میں کہا گیا ہے کہ "کسی بھی شخص کو اس کی زندگی یا ذاتی آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے قانون کے طے شدہ طریقہ کار کے مطابق"۔ عدلیہ نے 'زندگی' اور 'ذاتی آزادی' کے اظہار کو بہت وسیع مفہوم دیا ہے تاکہ ترقی کے حق میں تمام حقوق کو ایک ساتھ شامل کیا جا سکے۔ یہ وہ کم از کم تقاضے ہیں جن کا ہونا ضروری ہے تاکہ کسی شخص کو انسانی وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق دیا جا سکے اور کسی بھی فرد یا ریاست کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسا اقدام کرے جس سے انسان ان بنیادی ضروریات کے لطف سے محروم ہو، حضرت امیر شریعت نے سیکولر ذہن رکھنے والے تمام اہل وطن سے اپیل کی ہیکہ اگر اس ملک کی گنگا جمنی تہذیب، قانون کی بالا دستی اور سیکولر و جمہوری اقدار کو محفوظ رکھنا ہے تو ماب لنچنگ اور ہر قسم کے ظلم کے خلاف متحد ہو جائیں۔ آپ نے سیاسی وسماجی کارکنوں، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے کارکنوں اور ملی رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ باہمی اخوت اور اتحاد کو فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کریں۔ آپ نے مقتول کے اہل خانہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا وفد قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کے ہمراہ تعزیت کے لیے متاثر خاندان کے پاس پہونچا۔ ان شاء اللہ امارت شرعیہ متاثرہ خاندان کی مدد کرے گی اور انہیں قانونی مدد بھی فراہم کرے گی۔

مسلم لڑکیوں کا ارتداد ایک تشویشناک پہلو: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی کی قیادت میں امارت شرعیہ کا ایک باوقار وفد مدھوبنی ضلع کے مختلف علاقہ جات کا دورہ کر رہا ہے، اس وفد میں قائد وفد کے علاوہ امارت شرعیہ مدھوبنی کے قاضی شریعت مولانا رضوان احمد صاحب مظاہری، دارالعلوم اسلامیہ امارت شرعیہ کے شیخ الحدیث مفتی شکیل احمد صاحب قاسمی، دارالعلوم کے ناظم تعلیمات مفتی تبریز عالم قاسمی، اور دارالعلوم امارت شرعیہ کے استاد مولانا و مفتی آفتاب عالم قاسمی صاحب، شعبہ تنظیم کے خادم مولانا ارشاد رحمانی ومولانا زین الحق صاحب قاسمی شامل ہیں۔ کل بعد نماز ظہر اگاڑی میں اور بعد نماز مغرب یکہتہ میں وفد کا پروگرام منعقد ہوا، یکہتہ کے پروگرام میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی شرکت ہوئی۔ مولانا نے فرمایا کہ اس وقت پورے ہندوستان میں آر ایس ایس کی حلیف ذیلی تنظیموں کے ذریعہ مسلم لڑکیوں کو مختلف ہتھکنڈے استعمال کر کے غیر مسلم لڑکوں سے شادی کرنے پر اکسایا جاتا ہے، اس مہم میں کامیاب لڑکوں کو خطیر رقم دی جاتی ہے؛ تاکہ وہ انہیں لبھانے، محبت کے جال میں پھنسانے اور اپنے بستر تک لے جانے میں کامیاب ہو جائیں، ملک کے مختلف حصوں اور بہار کے بہت سارے اضلاع سے اس قسم کی تشویشناک، المناک اور پریشان کن خبر ہر دن موصول ہو رہی ہے، اس طرح ان لڑکیوں کو دین وایمان سے بے زار کر کے ہندو مذہب میں داخل کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ہماری لڑکیاں ان کے جال میں جن وجوہات سے پھنستی ہیں، ان میں ایک بڑا سبب اختلاط مرد وزن ہے، یہ اختلاط تعلیمی سطح پر بھی ہے اور ملازمت کی سطح پر بھی، کوچنگ کلاسز میں بھی پایا جاتا ہے اور ہوسٹلز میں بھی، موبائل انٹرنیٹ، سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اختلاط زمان ومکان کے حدود وقیود سے بھی آزاد ہو گیا ہے، پیغام بھیجنے اور موصول کرنے کی مفت سہولت نے اسے اس قدر بڑھاوا دے دیا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی خلوت گاہیں ہی نہیں جلوت بھی بے حیائی، عریانیت کا آئینہ خانہ بن گئی ہیں، ان خیالات کے پیچھے ان کی غربت اور دینی تعلیم وتربیت سے دوری کا بڑا دخل ہوتا ہے، اگر بنیادی دینی تعلیم وتربیت والدین اور لڑکے لڑکیوں کے پاس بھی ہو تو انہیں اس کا ہر پل احساس ہوگا کہ غربت اور شادی کے حوالے سے پریشانیاں وقتی ہیں اور ایمان چلے جانے کی صورت میں آخرت کا عذاب حتمی اور لازمی ہے تو شاید ان کے لیے ان وقتی پریشانیوں کو جھیل جانا آسان ہو جائے۔ اس موقع پر قائد وفد مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم نے فرمایا: کہ مل جل کر رہنے اور اکٹھے زندگی گزارنے کا نام معاشرہ ہے، اسلامی تعلیمات کے آنے سے پہلے بھی لوگ مل جل کر رہتے تھے۔ زمین کے مختلف حصوں میں لوگ مختلف طریقوں سے زندگی گزارا کرتے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو مسلم معاشرہ کی ایسی خصوصیات عطا فرمائیں کہ جن سے انسان کو محض اپنے زندہ رہنے کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ دوسروں کی زندگی میں مکمل طور پر شریک ہونے کی تعلیم ملتی ہے۔ مفتی افتاب عالم قاسمی نے کہا کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا انتظام کریں، اگر ہم نے اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا انتظام نہیں کیا، تو پتہ نہیں ہمارے بچے ایمان پر باقی رہیں یا نہ رہیں، جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے، اور اگر کوئی نماز نہ پڑھے تو گنہ گار ہوتا ہے، اسی طرح اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کرنا فرض ہے، اگر ہم اس کی تربیت نہیں کریں گے تو ہم گنہ گار ہوں گے۔ اس موقع پر مفتی تبریز عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ دنیا میں اللہ تعالی نے انسانوں کو امتحان اور آزمائش کے لیے بھیجا ہے دنیا کی زندگی عارضی زندگی ہے اصل زندگی آخرت کی ہے، اسی لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ آخرت کے احوال سے باخبر کرتے رہے تاکہ لوگ آخرت کی تیاری اور اس کی فکر میں مصروف رہیں۔ مفتی شکیل احمد صاحب قاسمی نے کہا کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اُس کا یاد کرنا جہاں انسان کے لیے ثواب وبرکت کا موجب ہے وہیں محبت اور خلوص کے ساتھ تلاوت کرنے والے، فرشتوں کی دعاؤں سے حصہ پاتے ہیں۔ مولانا زین الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ نے پروگرام کی نظامت فرمائی، اور مولانا ارشاد رحمانی نے امارت شرعیہ کا بھرپور تعارف کروایا۔ اور استحکام بیت المال کے لیے پوری محنت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اللہ اس دورہ کو کامیاب فرمائے آمین۔

اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مسلمانوں کو آج جن مسائل ومشکلات، پریشانی اور مصائب کا سامنا ہے اس کی واحد وجہ احکام خداوندی اور ہدایت نبوی سے دوری ہے، ہماری بے راہ روی، بے عملی اور بد عملی نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے، ہم عملا تارک قرآن ہو گئے ہیں اور علامہ اقبال نے بجا فرمایا کہ اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر، قرآن کریم میں بھی اللہ رب العزت نے فرمایا کہ رسول کہیں گے کہ میری قوم نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا تھا، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم، وفاق المدارس الاسلامیہ کے ناظم اور اردو کارواں کے نائب صدر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے شہر رانچی کے وسیع وعریض مدینہ مسجد ہند پیڑھی میں کیا۔ وہ یہاں مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے، انہوں نے امیر شریعت کے سمع وطاعت، دارالقضاء کی اہمیت اور مسلمانوں کے درمیان پھیلی ہوئی سماجی برائیاں اور منکرات پر کھل کر گفتگو کی، ایک گھنٹے کے اپنے بیان میں نائب ناظم صاحب نے شہر کے برگزیدہ علماء جن میں قاری علیم الدین قاسمی، مولانا صدیق مظاہری اور مولانا جمیل اختر رحمہم اللہ کی سماجی، تعلیمی خدمات اور امارت شرعیہ سے ان کے مضبوط، مستحکم اور قدیم تعلق کا ذکر کیا، نائب ناظم صاحب نے مولانا اکرام الحق عینی صاحب صدر امارت شرعیہ لوردگا، ڈاکٹر مفتی محمد سلمان قاسمی صاحب صدر مرکزی مجلس علماء جھارکھنڈ، مولانا انصار اللہ قاسمی صاحب امام وخطیب مدینہ مسجد ہند پیڑھی، مولانا رضوان قاسمی صاحب، قاری صہیب احمد صاحب نعمانی، مولانا منظور عالم قاسمی صاحب رکن عاملہ امارت شرعیہ اور مفتی محمد اللہ قاسمی نائب امام وخطیب مدینہ مسجد ہند پیڑھی سے جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کے کاموں کو استحکام اور رفتار دینے پر تبادلہ خیال کیا، ڈاکٹر مفتی محمد سلمان قاسمی نے فرمایا کہ جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کے ذریعہ تعلیمی کام جس قدر مستحکم ہوگا لوگوں میں اسی قدر پذیرائی ہوگی۔ نائب ناظم صاحب دفتر کے انتظام وانصرام اور ضروریات پر مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی، مکتب امارت شرعیہ کے معلم اور کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ مولانا ابوداؤد قاسمی سے تفصیلی گفتگو فرمائی، مفتی صاحب نے اس موقع پر ہند پیڑھی میں فنشنگ کے مرحلہ سے گذر رہی عمارت کا جائزہ لیا اور اس میں تعلیمی ادارہ کھولنے کے سلسلے میں ضرورت مشورے دیئے، انہوں نے اِربا جا کر وہاں بھی ابتدائی مرکز کے قیام پر تبادلہ خیال کیا، انشاء اللہ اس دورہ کے مفید مثبت اور دوررس اثرات سامنے آئیں گے۔

مسلمان موجودہ حالات سے شکستہ دل نہ ہوں: مفتی محمد سہراب ندوی

آج ہماری بچیاں شادی کے موقع پر ہونے والے بے جا رسم ورواج اور بے شمار فضول خرچیوں اور تلک وجہیز کے بے جا مطالبات کی وجہ سے ارتداد کا شکار ہو رہی ہیں، کتنی بچیاں خودکشی کر رہی ہیں، ایسے پرخطر حالات میں نکاح کو آسان بنانا اور سماج میں پھیلی تلک وجہیز کی برائیوں کو ختم کرنا ہم سب کی ایمانی اور اخلاقی ذمہ داری ہے، ان خیالات کا اظہار مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نے امارت شرعیہ کے دعوتی واصلاحی دورہ وفد کے موقع پر بورام کی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے کہیں، انہوں نے کہا کہ ہم سب مل جل کر ایک صالح معاشرے کی تشکیل کریں اور سماج میں پھیلی برائیوں کو مٹانے کی کوشش کریں، مفتی صاحب نے کہا کہ موجودہ حالات یقیناً ناگفتہ بہ ہیں لیکن حالات سے شکستہ دل نہ ہوں، انہوں نے کہا کہ ہمیں نیک اعمال کرنے چاہیے اور برائیوں سے پرہیز کرنا چاہیے، انہوں نے کہا کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانثار ہیں تو ہمیں ہر وقت شریعت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور امارت شرعیہ کے استحکام کے لئے دعا کرنی چاہیے اور حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کے ہدایات پر عمل کرنا چاہیے، واضح رہے کہ 19 /فروری سے امارت شرعیہ کا ایک دعوتی وفد ضلع دربھنگہ کے گورابورام اور کرتپور بلاک کے مختلف مواضعات پر مصروف سفر ہے۔ مولانا رضوان احمد ندوی نے کہا کہ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائیے، الفت ومحبت کا ماحول بنائیے چھوٹی چھوٹی باتوں کو مدعی بنا کر گھر کے ماحول کو مت بگاڑیے، اور خود کفیل مکاتب کے قیام کی کوشش کیجئے۔ مفتی ارشد رحمانی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ نے امارت شرعیہ کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ رب کائنات کی طرف سے عطا کردہ انمول تحفہ ہے، انہوں نے کہا کہ یہ الہامی ادارہ ہے اور نظام مدینہ کا عملی نمونہ ہے ہمیں اس کے استحکام کی فکر کرنی چاہیے۔ مولانا ابو شاہد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء سوپول بیرول نے کہا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ وہ اپنے معاملات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کریں اس لئے ہم سبھوں کو اپنے معاملات دارالقضاء میں آکر حل کرانا چاہیے۔ مولانا مسعود عالم قاسمی صدر تنظیم امارت شرعیہ گورابورام نے افتتاحی کلمات پیش کئے، مولانا محمد شعیب عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے نظامت کی اور ارکان وفد کا تعارف کرایا، مولانا عبدالحق رحمانی مبلغ امارت شرعیہ اور بورام کے علماء، دانشوران اور نوجوانوں نے پروگرام کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا، بورام اطراف کے لوگوں نے اراکین وفد کا والہانہ استقبال کیا، قائد وفد کی دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

Scanned with CamScanner

زبان پر قابو رکھئیے

محمد قمرالزماں ندوی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حدیث کے راوی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ نجات اور کامیابی کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

املک علیک لسانک و لیسعک بیتک وابک علی خطیئتک (ترمذی) اپنی زبان پر قابو رکھو، اور چاہیئے کہ تمہارے گھر میں گنجائش ہو، اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

آج کے حالات میں ہماری نجات کامیابی اور رہنمائی کے لئے یہ حدیث گائیڈ لائن اور سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اگر اس حدیث میں جو رہنما اور بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں، ان پر عمل کرلیا جائے خاص طور پر آج کے حالات میں، تو انسان آخرت میں تو کامیاب ہوگا ہی دنیا کے بہت سے جھمیلے، لعن طعن اور ٹینشن سے محفوظ رہے گا اور لوگوں میں بدنامی اور بے عزتی و جگ ہنسائی سے بھی مامون و محفوظ رہے گا۔ اس میں پہلی چیز ہے زبان پر قابو اور کنٹرول اسی لئے آپ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" من صمت نجا"۔ جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے جس کے کہنے سے اس کی غرض محض لوگوں کو ہنسانا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ (دوزخ میں) گرتا ہے اتنی دوری سے جتنی دوری کہ زمین و آسمان کے درمیان پائی جاتی ہے۔ اور وہ اپنی زبان کے سبب سے اس سے کہیں زیادہ شدت سے پھسلتا ہے جتنا وہ اپنے قدم سے پھسلتا ہے (بیہقی)

اسلام کی سماجی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ انسان یا تو اچھی بات کرے، نیکی و بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے، اگر گفتگو اچھی نہیں ہے تو اس سے بہتر خاموش رہنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ بھلائی کی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری شریف)

فضول، لایعنی اور غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا ایک مہذب اور شریف انسان کے لیے ضروری ہے۔ کامیاب مومن کی صفت یہ بتائی گئی ہے ،،و الذین ھم عن اللغو معرضون،، وہ لوگ لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضول اور لایعنی باتوں سے اجتناب کرنے کو اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بتایا ہے۔

''من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ ''انسان کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کرے۔ (ترمذی)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کی کوئی بات کہتا ہے، جسے وہ خود بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتا، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بات کے سبب اس کا درجہ بلند کردیتا ہے، اسی طرح ایک بندہ اللہ کی ناراضگی کا کوئی جملہ اپنے منہ سے نکالتا ہے، جسے وہ بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتا، مگر اس کے سبب اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

مشہور شاعر سلیمان خطیب نے اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمانی اپنے اشعار میں بہت اچھے انداز میں کی ہے، وہ کہتے ہیں:

بات ہیرا ہے بات موتی ہے
بات لاکھوں کی لاج کھوتی ہے

بات پھولوں کا باغ ہوتی ہے
بات سینہ کا داغ ہوتی ہے

بات خیر و ثواب ہوتی ہے
بات قہر و عذاب ہوتی ہے

بات برگ گلاب ہوتی ہے
بات تیغ عتاب ہوتی ہے

بات کہتے ہیں رب ارنی کو
بات ام الکتاب ہوتی ہے

بات ہر بات کو نہیں کہتے
بات مشکل سے بات ہوتی ہے

(بقیہ صفحہ ۱۳ پر)

نظام الاوقات برائے امتحان سالانہ ۱۴۴۳ھ

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مورخہ ۱۲ تا ۱۶ / مارچ ۲۰۲۲ء ۸ / تا ۱۲ / شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق روز سنیچر تا بدھ

۸/ شعبان ۱۴۴۳ء سنیچر ۱۲/ مارچ ۲۰۲۲ء	ابوداؤد شریف ------------ ابن ماجہ	شرح نخبۃ الفکر مع مقدمہ ابن صلاح	عقیدۃ الطحاوی ------------ ہدایہ ثالث	ترجمہ قرآن کریم از ابتداء تا سورۃ نحل	ترجمہ قرآن کریم از بنی اسرائیل تا حجرات	ترجمہ قرآن کریم از سورۃ ق تاختم قرآن	القرأۃ الواضحہ دوم مع معلم الانشاء اول	قطر الندی	الفقہ المیسر ------ معلم الانشاء اول از تمرین ۱۴۱ تا ۱۰۰	القرأۃ الراشدہ ثانی
۹/ شعبان ۱۴۴۳ء اتوار ۱۳/ مارچ ۲۰۲۲ء	ترمذی شریف ------------ مؤطین	بیضاوی شریف	جلالین شریف ------------ میبذی مع الفلسفہ	مقامات حریری	دروس البلاغۃ	قدوری از بیوع تاختم کتاب	نورالایضاح مع قدوری کتاب الحج	صور من حیاۃ الصحابہ ------- تہذیب الاخلاق	القرأۃ الراشدہ ثالث	قصص النبیین ثالث ورابع
۱۰/ شعبان ۱۴۴۳ء سوموار ۱۴/ مارچ ۲۰۲۲ء	طحاوی شریف ------------ نسائی شریف مع شمائل ترمذی	مشکوۃ شریف مع مقدمہ شیخ عبدالحق	حسامی مع الفوز الکبیر	مختصر المعانی (فن اول) مع تلخیص المفتاح (فن ثانی، ثالث)	مختارات اول مع معلم الانشاء ثانی از تمرین ۲۶ تا ۶۲	شرح شذور الذہب	ہدایۃ النحو مع کافیہ	شذ العرف	قصص من التاریخ الاسلامی	قصص النبیین ثانی مع القرأۃ الراشدۃ اول
۱۱/ شعبان ۱۴۴۳ء منگل ۱۵/ مارچ ۲۰۲۲ء	بخاری شریف	ہدایہ رابع ------------ سراجی	آثار السنن	ہدایہ اولین	الفیۃ الحدیث ------------ شرح وقایہ اولین	نفحۃ العرب مع مشکوۃ الآثار	تیسیر المنطق مع مرقات	قدوری ------------ منثورات مع کلیلہ دمنہ	قصص النبیین خامس	------------
۱۲/ شعبان ۱۴۴۳ء بدھ ۱۶/ مارچ ۲۰۲۲ء	مسلم شریف	شرح عقائد	دیوان متنبی مع دیوان حماسہ	نورالانوار ------------ ریاض الصالحین	اصول الشاشی مع آسان اصول فقہ	شرح تہذیب ------------ القرأۃ الواضحہ سوم مع معلم الانشاء اول از تمرین ۸۱ / تا ختم دوم ۱/ ۲۵	منہاج العربیہ اول دوم مع القرأۃ الواضحۃ اول	معلم الانشاء ثانی	ہدایۃ النحو	معلم الانشاء اول از تمرین ۱ تا ۴۰

۱) تحریری امتحان ہر روز ایک نشست میں ہوا کرے گا۔ امتحان کا وقت ۳ / گھنٹے ۸ / تا ۱۱ بجے متعین کیا گیا ہے، امتحان کی میعاد پانچ روز سے کم نہ رکھی جائے۔
۲) جس خانہ میں دو کتابیں لکیر کے اوپر نیچے ایک ہی جماعت کی ہیں تو لکیر کے نیچے والی کتاب کا امتحان اسی دن بعد نماز ظہر لیا جائے۔ اگر کسی ادارہ میں وفاق کے نصاب کے علاوہ کوئی اور کتاب درجہ میں پڑھائی جاتی ہو تو اس کا امتحان نگراں کے مشورے سے، سوال بنا کر دوسری نشست میں لے لیا جائے۔
۳) تقدیم وتاخیر خلاف مصلحت ہے، دونوں نشستوں کی ابتداء وانتہا منتظمین مدرسہ کے مشورہ سے متعین کرلیا جائے۔ جوابات بہر صورت تین ہی مطلوب ہوں گے۔
۴) امتحانات وفاق کے نصاب کے مطابق لئے جائیں، ندوہ سے منسلکہ مدارس یا درمیان سال میں وفاق سے منسلک ہونے والے مدارس اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔
۵) تجوید وحفظ کا امتحان آخر کے تین دنوں میں لیا جائے گا۔ ۶) نگراں حضرات کاپیوں پر اپنے دستخط کرکے ہی امیدوار کے حوالے کریں۔
۷) جن مدارس میں عربی درجات نہیں ہیں ان کا سالانہ امتحان آخر کے تین دنوں میں ہوگا۔ اور نتائج امتحان فوری طور پر دفتر وفاق کو روانہ کریں گے۔

(مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی)
ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ

(مفتی انوار احمد قاسمی)
ناظم امتحان وفاق المدارس الاسلامیہ

Scanned with CamScanner

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرقی جانب ترتیب وار چوڑائی ولمبائی میں برابر کچھ کمرے ہیں جس میں کچھ کھجور کی ٹٹیوں کے ہیں اور باقی کچی اینٹوں سے بنے ہیں۔ دیواروں میں شگاف ہیں جس سے دھوپ اندر آتی ہے، یہ اصلاً حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت ہیں جوانہوں نے سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کردیئے ہیں۔

یہی کمرے اب امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مکانات ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری قیام فرماتے ہیں، اس میں سے محبوب خالق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاشانہ کا اندرونی منظر ملاحظہ کیجئے۔ یہ ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دولت کدہ ہے۔ جوصرف سات ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لمبا ہے۔ یہی کمرہ صحن کا بھی کام کرتا ہے اور برآمدہ کا بھی، باورچی خانہ کا بھی اور استراحت گاہ کا بھی۔ چھت کی اونچائی جو کھجور کے پتوں کی ہے صرف اتنی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پروردہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں جب بچہ تھا اور اس گھر میں داخل ہوتا تو اس کی چھت کو بآسانی ہاتھ لگادیتا تھا، یہ کمرہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا ملا ہوا ہے کہ اعتکاف کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اس حجرہ میں سر مبارک داخل فرماتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنگھی کردیتیں، دروازہ پر جو مسجد میں کھلتا ہے کمبل کا پردہ ہے۔ اندرون میں زنانہ اور مردانہ کی تقسیم کے لئے عارضی دیواریں کھجور کی چٹائیوں کی ہیں۔

کمرہ سے متصل ہی پردہ ڈال کر ایک چھوٹا سا استنجا خانہ بنا ہے۔ مشرق میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ کا کمرہ ہے۔ شمال میں سب سے چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جنوب میں حضرت حفصہ بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا، ان دو کمروں کے درمیان ایک باریک راستہ ہے جس میں سے صرف ایک آدمی ہی گذر سکتا ہے۔ بسا اوقات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے کمرہ ہی سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گفتگو کرتی ہیں جس سے ان مکانات کے قریب وحجم کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمارہ بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے، اس گھر کا اندرونی اثاثہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، دنیا کے غریب سے غریب انسان کے یہاں بھی جو چیز موجود ہوتی ہے وہ یہاں مفقود ہے، یعنی آٹا چھاننے کی چھلنی، یہاں اگر میسر بھی ہو تو بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی ہی کھائی جاتی ہے۔ روٹی پکانے کے لئے خود کا ذاتی تنور بھی نہیں ہے، کمرہ سے باہر ایک مشترک تنور ہے جس کی ملکیت میں ام ہشام بنت حارثہ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شریک ہیں۔

ایک لکڑی کی چارپائی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدی نہیں ہے بلکہ حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدیہ کی ہے، لکڑی کا ایک پیالہ ہے جس کو تاروں سے جوڑ دیا گیا ہے، بستر چمڑے کا ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے، ایک ٹاٹ ہے جس کو دوہرا کرکے بچھا دیا جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں آرام فرماتے ہیں۔ ایک چٹائی ہے، جس میں نماز پڑھی جاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں آرام فرماتے ہیں، ایک چٹائی ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہے اور کبھی مہمانوں کے لئے اسی کو بچھا دیا جاتا ہے، ایک تکیہ ہے جو کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا ہے، کونے میں پانی کا ایک مشکیزہ ہے، چارپائی کے نیچے لکڑی کا ایک برتن ہے جو رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استنجاء کے لئے ہے، ایک ڈبہ یا تھیلا ہے جس میں گھر کا باقی کل مندرجہ ذیل اثاثہ رکھا ہوا ہے، تیل کی شیشی، آئینہ، ہاتھی دانت کی کنگھی، قینچی، سرمہ دانی، عطردان، ایک صاع ومد، سرمہ بالعموم اثمد کا استعمال فرماتے ہیں کہ اس سے نگاہ تیز ہوتی ہے، خوشبوؤں میں مشک وعنبر زیادہ پسند ہے، ان سب میں جو قابل ذکر چیز ہے وہ ایک بڑا پیالہ جس کا نام غراء ہے، اس کو چار آدمی اٹھاتے ہیں، اسی میں آنے والے مہمانوں کو کھلایا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں عام طور پر جو کی روٹی میسر ہوتی ہے لیکن مسلسل دو ودن زندگی بھر اس کے کھانے کا اتفاق نہیں ہوا ہے، ثرید یعنی شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی بہت پسند ہے، فرماتے ہیں کہ اس کو کھانے میں ویسی ہی فضیلت جیسے عائشہ کو تمام عورتوں پر، اسی طرح حیس بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے، جو کھجور، گھی اور ستو سے بنایا جاتا ہے، جس کو مالیدہ بھی کہا جاسکتا ہے، کدو کا سالن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرغوب ہے، کھانا کھاتے وقت برتن میں اس کی قاشیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں سے تلاش کرتے ہیں، سرکہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ بہترین سالن ہے، شہد اور میٹھی چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے استعمال فرماتے ہیں، دودھ کبھی خالص استعمال فرماتے ہیں اور کبھی پانی ملا ہوا، زیتون کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو کھانے میں استعمال کرو اور مالش میں بھی کیونکہ یہ مبارک درخت کا پھل ہے۔

پیاز اور لہسن آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال نہیں فرماتے ہیں، حرام سمجھ کر نہیں بلکہ اس لئے کہ اس میں بو ہوتی ہے جس سے فرشتے نہیں آتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت بھی تناول فرماتے ہیں، ماکول جانور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بازو کا گوشت پسند فرماتے ہیں، مکھن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے، کھجور میں عجوہ زیادہ پسند ہے، فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر صبح کو سات کھجور عجوہ کھائے اس پر زہر اور سحر کا اثر نہیں ہوگا، ککڑی اور تربوز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے ہیں، ٹھنڈا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت مرغوب ہے، کشمش، کھجور اور انگور کبھی پانی میں بھگو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پانی نوش فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عطردان ہے جس سے خوشبو نکال کر اکثر خود لگاتے ہیں اور کبھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لگاتی ہیں، کبھی خوشبو کو رد نہیں فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کبھی کبھی خوشبو کی انگیٹھیاں چلائی جاتی ہیں، فرماتے ہیں کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ہلکا ہو اور خوشبو پھیلے اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو ہلکی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بالعموم سوتی ہوتے ہیں، اون کے لباس بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں، زیادہ تر چادریں یا پھر قمیص اور لنگی پہنتے ہیں جو یمن کی دھاری دار چادروں کی ہوتی ہیں جس کو عربی میں حبرہ بھی کہا جاتا ہے، قمیص کی آستین ہاتھ کے جوڑ تک ہوتی ہے، نہ زیادہ تنگ اور نہ زیادہ کشادہ، بالعموم سیاہ عمامہ استعمال فرماتے ہیں جس کا بالشت بھر شملہ دنوں شانوں کے بیچ میں ہوتا ہے تو کبھی دوش مبارک پر، مشرکین سے فرق کے لئے البتہ اس کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی گول اور موٹی ٹوپی ہوتی ہے، کبھی بغیر عمامہ کے بھی ٹوپی پہنتے ہیں، سفید لباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند ہے، کپڑے اور جوتے پہننے میں پہلے دایاں پہنتے ہیں، گندے اور میلے لباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہیں، اپنے کپڑوں میں پیوند خود لگاتے ہیں، گھر کا اور اپنا کام خود کرنے کی عادت ہے، یہ ہے انوار الٰہی کے مظہر اس ذات اقدس کے کاشانہ کا اندرونی منظر جس کے لئے اس دنیا میں سونے کی وادیوں کی پیش کش کی گئی تھی۔ (ماخوذ)

خورشید انور عارفی ملک وملت کا درد رکھنے والے قوم کے نبض شناس صحافی تھے: حضرت امیر شریعت

علمی حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ اردو اور انگریزی کے نامور اور کہنہ مشق صحافی، بزرگ ملی وسماجی شخصیت، کئی کتابوں کے مصنف جناب خورشید انور عارفی صاحب کا آج مورخہ 23 فروری 2022 کو دیر رات ہندوستانی وقت کے مطابق رات تقریباً سوا بارہ بجے لندن میں انتقال ہوگیا، وہ کئی دنوں سے علیل تھے۔

ان کے انتقال پر امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ خورشید انور عارفی صاحب نے اپنی زندگی کے تقریباً ستر سال ملک وملت کی خدمت میں گزارے وہ ملک وملت کا درد رکھنے والے اور قوم کے نبض شناس صحافی تھے، وہ ایک سچے محبّ وطن تھے، جنگ آزادی کے بہت سے مجاہدین اور رہنماؤں کو انہوں نے قریب سے دیکھا تھا اور ان کی جدوجہد سے متاثر تھے، آپ نے اپنی زندگی حقائق پر مبنی صحافت کرتے ہوئے گزاری۔ اپنے قلم کا کبھی سودا نہیں کیا۔ وہ بہت حساس طبیعت کے مالک تھے ملک کے موجودہ حالات سے بہت افسردہ رہتے تھے، آزادی کے بعد جس طرح رفتہ رفتہ ملک میں نفرت کی فضا پروان چڑھی، اس نے ان کے دل کو بہت چوٹ پہونچائی اپنے ان محسوسات اور مشاہدات کو انہوں نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے اپنی کتابوں، انڈیا اے نیشن ان ٹرمائل (India a nation in termoil)، انڈیا ان آر ایس ایس اینڈ بی جے پی رول (BJP -Under RSS INDIA Rule) اور اپنی خودنوشت سوانح 'میرے شب وروز' میں بیان کیا۔

آپ عمل پیہم اور جہد مسلسل پر یقین رکھنے والے اور اس اصول پر عمل کرنے والے تھے۔ امارت شرعیہ سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا، امیر شریعت رابعؒ سے لے کر والد محترم امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب قدس سرہ العزیز سبھی سے ان کے عقیدت مندانہ مراسم تھے، ڈاکٹر عثمان غنی گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کے قیام میں آپ کی کاوش ناقابل فراموش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی لغزشوں سے درگزر کرے اور جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ حضرت امیر شریعت صاحب نے جناب انعام خان سکریٹری عثمان غنی گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری جناب انعام خان صاحب اور جناب خورشید انور عارفی صاحب کے اہل خانہ سے فون پر تعزیت کی اور انہیں صبر وثبات کی تلقین کی۔ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے بھی اپنے پیغام میں انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ جناب خورشید انور عارفی صاحب ملت کی فکر کرنے والے دانشور، صحافی اور ملی قائد تھے۔ انہوں نے ایک طویل مدت تک اپنے قلم کے ذریعہ ملک وملت کی خدمت کی، امارت شرعیہ سے انہیں بے حد عقیدت تھی اور تاعمر اس سے منسلک رہے، میٹنگوں میں شریک ہوتے تھے اور قیمتی مشورے دیتے تھے۔ ان کے انتقال سے ملک ایک قد آور ماہر تعلیم اور باکمال صحافی سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ ڈاکٹر عثمان غنی گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ ہارون نگر میں منعقد تعزیتی نشست میں خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ۔ جناب خورشید انور عارفی صاحب ایسی زندگی گزار کر گئے کہ آج انہیں ہزاروں لوگ یاد کررہے ہیں۔ ان کے انتقال سے نہ صرف یہ ادارہ غمزدہ ہے، بلکہ امارت شرعیہ کا ہر چھوٹا بڑا کارکن غمگین ہے۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، ان کے خدمات کو قبول کرے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ ڈاکٹر عثمان غنی گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری جناب انعام خان صاحب نے کہا خورشید انور عارفی صاحب سے ان کے دیرینہ مراسم تھے، ان کے ساتھ مل کر ڈاکٹر عثمان غنی گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کے قیام سے لے کر اس کے پروان چڑھانے تک قدم بہ قدم کام کرنے کا موقع ملا، وہ انتہائی مشفق اور محبت کرنے والی شخصیت کے مالک تھے، کام پر یقین رکھتے تھے، وقت کی قدر کرتے تھے اور ایک ایک لمحہ کا فائدہ اٹھانا جانتے تھے۔ انکے انتقال سے ایک بہت ہی مشفق اور مہربان شخصیت ہم سے جدا ہوگئی، جس کا اثر کافی عرصہ تک رہے گا، اللہ تعالیٰ انہیں خلد بریں میں ہمیشہ خوش وخرم رکھے آمین۔ ڈاکٹر عثمان غنی گرلس کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کے نائب صدر جناب نوشاد صاحب نے کہا کہ جناب خورشید انور عارفی صاحب ہر دلعزیز شخصیت کے حامل تھے، ان کے انتقال سے آج پوری صحافتی دنیا سوگوار ہے۔ آپ نے ہمیشہ قوم وملت کی فکر کی اور قوم کی خدمت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کردیا۔ اس تعزیتی نشست میں پرنسپل جناب عرفان احمد خان، جناب شمس الحسین صاحب، محترمہ نزہت غوثیہ ودیگر معلمات شریک تھیں۔

Scanned with CamScanner

سرکاری ملازمتوں میں مسلمان کیوں بچھڑ رہے ہیں

فیروز بخت احمد

گاہے بہ گاہے ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد اور مختلف سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں نمائندگی سے متعلق اعداد و شمار اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ سچر کمیٹی کے اعداد و شمار، گوپال سنگھ کمیٹی کی تحقیق، مارگ کی ریسرچ ہو، رفیق زکریا و عمر خالدی مرحومین کی کتابیں، جماعت اسلامی ہند اور مدرسہ جامعۃ الھدایہ، جے پور کے ذریعہ پیش کیے گئے اعداد و شمار اس جانب اشارہ کرتے ہیں کہ ہمیں فطری طور پر مایوسی اور محرومی کا احساس ہوتا ہے، مسلمانوں کی پسماندگی کے لیے کس کو مورد الزام ٹھہرایا جائے۔ بذات خود مسلمانوں یا حکومت کو جو محض ہمیں ووٹوں کے لیے استعمال کرتی ہے۔ سچائی تو یہ ہے کہ اب تک نہ تو مسلمانوں میں تعلیم کے تئیں کوئی خاطر خواہ بیداری پیدا ہوئی اور نہ ہی سرکار سوائے زبانی جمع خرچ کے کچھ کرتی ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ووٹوں سے بننے والی حکومتیں، ہمارے سامنے درپیش مسائل پر کبھی دھیان نہیں دیتیں، حکومت میں شراکت داری تو کجا ان کے نمائندے مسلم بستیوں میں جھانکنے تک نہیں آتے کہ ان کی حالت کیا ہے۔ ان کی ترقی ہونی چاہیے یا نہیں ہونی چاہیے، تعلیمی حالات کس قدر رختہ ہیں، اس پر کوئی توجہ ہی نہیں دی جاتی۔ ایسا لگتا ہے کہ ہمیں ووٹ بینک ہی تصور کرلیا گیا ہے اور ہم اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ ہماری اپنی کوئی نمائندگی نہیں ہو پا رہی ہے۔

مسلمانان ہند کی تعلیمی اہلیت اور روزگار کے بازار ان کی اہمیت کے اوپر بہت کچھ تحریر کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ 1999 کا ہے کہ جب مشہور مصنف عمر خالدی مرحوم کو ایک ڈیلیگیشن میں اس وقت کے وزیر دفاع ملائم سنگھ نے بتایا تھا کہ ہماری 11 لاکھ کی فوج میں مشکل سے ایک، سوا فیصد مسلمان ہیں۔ ان تمام تحقیقات کے بعد جناب عمر خالدی نے ایک کتاب، ہندوستان میں خاکی اور نسلی تشدد'' تحریر کی۔ کتاب کی تحقیق کے مطابق مختلف فوجی اداروں میں مسلمانان ہند کے حالات امید افزا نہیں ہیں۔ ان کی آبادی کے تناسب کے اعتبار سے ہر اچھی جگہ وہ ندارد ہوتے ہیں۔ بی ایس ایف میں تقریبا 4.50 فیصد مسلمان ہیں جب کہ سی آر پی ایف میں تقریبا 5.6 فیصد مسلمان ہیں۔ آبادی میں مسلمانوں کا تناسب 15% سے کم نہیں ہے، لیکن دفاعی اور نیم تنظیموں میں ان کا فیصد 6 سے بھی کم ہے۔

جہاں تک پولیس کے ادارے کا تعلق ہے مسلمانوں کی تعداد 1956ء میں یہ 3.6 فیصد ہوگئی تھی۔ سروے کے مطابق 1997 میں ہندوستانی فوج میں 53 مولوی حضرات تھے۔ جب کہ پنڈتوں کی تعداد 570 اور سکھ گرنتھیوں کی تعداد 200 تھی۔ ملک کا بٹوارہ ہونے سے قبل فوج میں مسلمانوں کی تعداد تقریبا 33% فیصد تھی۔

بقول سعید سہروردی، (''روزگار کے باز میں مسلمان'') پاکستان کی تشکیل کے بعد 1953 میں سرکاری نوکریوں میں مسلمانوں کی تعداد محض 2% فیصد رہ گئی۔ اس بات کا اعتراف اس وقت کے وزیر دفاع مہابیر تیاگی نے بھی کیا ہے۔

مذکورہ اعداد و شمار حیرت ناک طور پر کم ہیں۔ اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض دانشوروں کا خیال ہے کہ یہ اعداد و شمار محض اس وجہ سے کم ہیں کہ تقریبا اکثر حکومتی اداروں میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ تعصّبانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً اعداد و شمار میں کمی فطری ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم زمینی سطح پر حقائق سے روبرو ہوں تو اندازہ ہوگا کہ جو لوگ محنت و مشقت سے کام لیتے ہیں اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں، انہیں کامیابی ضرور ملتی ہے۔ تعصب و امتیازی سلوک کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ روزی دینے والا اوپر بیٹھا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کس کو کہاں سے اور کتنی روزی ملے گی۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان روزگار پر بھروسہ کر کے اپنے مشن پر لگ جائے تو یقیناً اسے جو چاہے وہ مل کر ہی رہے گا۔

جو اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش کیے جارہے ہیں ان کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہمیں اس بات کا صحیح علم ہو کہ ملکی انتظامیہ میں مسلمانوں کا تناسب کہاں اور کس درجے کا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم کسی بدگمانی یا خوش فہمی کا شکار نہ ہوں تاکہ آئندہ کے لیے ہم صحیح اور طویل المیعاد لائحہ عمل مرتب کرسکیں۔ اس سے ہم ایک مثبت فکر کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں اور امت کے مسائل کی پیچیدگیوں کو بھی کم یا ختم کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہندوستان میں رہنے اور بسنے والے عام انسانوں کو خدمت کا جذبہ، محبت، حوصلہ اور رواداری کی روایت کو زندہ رکھنے اور ملک و قوم کی ترقی کی بلندیوں تک پہنچانے اور آگے بڑھانے میں بھی ہم نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ہندوستان کی تمام ریاستوں میں کل ملا کر صرف 15 مسلم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور 8 ڈسٹرکٹ پولیس چیف ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تقریبا 3 ریاستوں میں صرف ایک ہی مسلم ڈسٹرکٹ پولیس مجسٹریٹ ہے جب کہ تقریبا 2 ریاستوں میں صرف 1 مسلم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہے۔ اسی طرح سے جہاں تک سینٹرل گورنمنٹ منسٹریز کا تعلق ہے تو ان میں بھی حالات کوئی بہت امید افزا نہیں ہیں۔ صدر جمہوریہ ہند کے سکریٹریٹ میں 32 افسران میں سے صرف ایک ہی مسلمان ہے۔ اسی طرح سے وزیر اعظم کے دفتر میں 13 افسران میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ کیبنٹ سیکریٹریٹ کے نیشنل سیکورٹی کاؤنسل، سیکورٹی اینڈ گرینسز، کیمیکل ویپنس کونسل وغیرہ میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ اگر ہم سینٹرل ویجلنس، کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل، الیکشن کمیشن اور ہیومن رائٹس کمیشن کا جائزہ لیں تو مسلم افسران کی شمولیت صفر ہے۔ یونین پبلک سروس کمیشن میں 15 افسران میں سے ایک مسلمان ہے۔ پلاننگ کمیشن کے 37 افسروں میں سے صرف 2 مسلمان ہیں۔ ایگریکلچر منسٹری کی مختلف شاخوں جیسے ڈپارٹمنٹ آف ایگریکلچر اینڈ کوآپریٹوز، کونسل آف ریسرچ، ڈپارٹمنٹ آف اینیمل ہسبنڈری، ڈپارٹمنٹ آف ریسرچ اینڈ ایجوکیشن اور ڈپارٹمنٹ آف فوڈ پروسیسنگ کے 44 افسران میں محض 1 ہی مسلمان ہے۔

اسی طرح سے ڈفنس منسٹری کی مختلف شاخوں جیسے ڈپارٹمنٹ آف ڈفنس، فائنس ڈویژن، ڈیفنس اکاؤنٹس، نیشنل ڈیفنس کالج، آرمی ہیڈ کوارٹرس وغیرہ میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے، ہاں منسٹری آف انوائرنمنٹ اینڈ فارسٹ کے 20 افسران میں سے ایک مسلمان ہے۔ ایسے ہی فائننس منسٹری کے مختلف شعبوں جیسے ڈپارٹمنٹ آف اکنامک افیئرس، ڈپارٹمنٹ آف ریوینیو، بورڈ آف ڈائریکٹ ٹیکسز، بورڈ آف ایکسائز اینڈ سمٹس، کنٹرولر آف اکاؤنٹس، ڈپارٹمنٹ آف ایکسپینڈیچر، بینکنگ ڈویژن وغیرہ کے 107 افسران میں سے ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔

افسران میں ٹھیک اسی طرح جیسے ٹورزم مسٹری کے 4 افسران میں کوئی مسلمان نہیں، ٹیکسٹائلز منسٹری کے 4 افسران میں کوئی مسلمان نہیں۔ اربن ڈیولپمنٹ منسٹری کے 8 افسران میں کوئی مسلمان نہیں۔ ٹرائیبل افیئرس منسٹری کے 2 افسران میں سے ایک مسلمان ہے۔ اربن ڈیولپمنٹ اینڈ پاورٹی منسٹری کے 3 افسران میں مسلمان صفر۔ واٹر ریسورسیز منسٹری کے 32 افسران میں کوئی بھی مسلمان نہیں۔ اسی سلسلہ میں ڈاکٹر رفیق زکریا نے بھی اپنی کتاب ''بڑھتا ہوا فرق'' میں بھی کچھ اسی قسم کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ یہ اعداد و شمار تقریبا دس سال پرانے ہیں مگر آج بھی حالات تقریبا ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ ان کے مطابق آئی اے ایس کے 4872 آفیسران میں 80 مسلمان لینی 1.6% ہیں۔ ڈاکٹر کی تعداد انہوں نے 41.733 بتائی ہے جس میں 1,064 مسلمان یعنی 2.5% ہیں۔ اسی طرح سے چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ کی تعداد تقریبا 54.000 ہے جن میں 549 مسلمان یعنی تقریبا 1% ہیں۔ یہ تو کاغذی سطح پر اعداد و شمار ہیں، حکومت یا عام پبلک سے اس کیا سروکار ہے، پھر بھی اعداد و شمار کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔

ایسے ہی ایچ، آر، ڈی، منسٹری کے 26 افسران میں سے صرف ایک ہی مسلمان ہے۔ ہیلتھ اینڈ فیملی ویلفیئر منسٹری میں 16 افسران میں مسلمان ایک بھی نہیں۔ ہیوی انڈسٹری اینڈ پبلک انٹر پرائز منسٹری کے 11 افسران میں کوئی مسلمان نہیں۔ انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ منسٹری کے 33 افسران میں سے صرف 1 ہی مسلمان ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی مسٹری کے 26 افسران میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ ایسے ہی ہوم منسٹری کے مختلف شعبوں جیسے بی ایس، ایف سی آر پی ایف انٹیلیجنس بیورو وغیرہ میں 59 افسران ہیں مگر مسلمان صفر۔ اسی طرح سے لیبر منسٹری میں 12 افسران کے اندر مسلم افسران کا اندراج صفر ہے۔ لاء جسٹس اینڈ کمپنی افیئرس منسٹری کے 55 افسران میں 1 مسلمان بے شک ہے۔ مائنس اینڈ منرلس منسٹری کے 12 افسران میں کوئی بھی مسلمان نہیں۔ نان کنوشنل ایز جی منسٹری کے 14 افسران میں مسلم نمائندگی صفر۔ پرسنل پبلک، پینشن اینڈ گریوینسری کے 38 افسران میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔

پاور منسٹری میں 44 افسر ہیں اور مسلمان کوئی نہیں۔ پیٹرولیم اینڈ نیچورل گیس منسٹری کے 6 افسران میں صرف 2 مسلمان ہیں۔ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی منسٹری کے 68 افسران میں سے صرف ایک ہی مسلمان ہے۔ رورل ڈیولپمنٹ منسٹری کے 14 افسران میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ اسمال اسکیل انڈسٹری منسٹری کے 68 افسران میں محض ایک ہی مسلمان ہے۔ سوشل جسٹس اینڈ امپاورمنٹ منسٹری کے 37 عہدوں میں 3 بے شک مسلمانوں کے پاس ہیں۔ اسٹیل منسٹری کے 3 عہدوں میں سے کوئی بھی مسلمان کے پاس نہیں۔ سرفیس ٹرانسپورٹ منسٹری کے 23 افسران میں ایک بھی مسلمان نہیں، ٹھیک اسی طرح جیسے ٹورز منسٹری کے 4 افسران میں کوئی مسلمان نہیں، ٹیکسٹائلز منسٹری کے 4 افسران میں کوئی مسلمان نہیں۔ اربن ڈیولپمنٹ منسٹری کے 8 افسران میں کوئی مسلمان نہیں۔ ٹرائیبل افیئرس منسٹری کے 2 افسران میں سے ایک مسلمان ہے۔ اربن ڈیولپمنٹ اینڈ پاورٹی منسٹری کے 3 افسران میں مسلمان صفر۔ واٹر ریسورسیز منسٹری کے 32 افسران میں کوئی بھی مسلمان نہیں۔

اسی سلسلہ میں ڈاکٹر رفیق زکریا نے بھی اپنی کتاب ''بڑھتا ہوا فرق'' میں بھی کچھ اسی قسم کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ یہ اعداد و شمار تقریبا دس سال پرانے ہیں مگر آج بھی حالات تقریبا ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ ان کے مطابق آئی اے ایس کے 4872 آفیسران میں 80 مسلمان لینی 1.6% ہیں۔ ڈاکٹر کی تعداد انہوں نے 41.733 بتائی ہے جس میں 1,064 مسلمان یعنی 2.5% ہیں۔ اسی طرح سے چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ کی تعداد تقریبا 54.000 ہے جن میں 549 مسلمان یعنی تقریبا 1% ہیں۔ یہ تو کاغذی سطح پر اعداد و شمار ہیں، حکومت یا عام پبلک سے اس کیا سروکار ہے، پھر بھی اعداد و شمار کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

دورۂ وفد ضلع مدھوبنی کی مفصل رپورٹ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت پر امارت شرعیہ کے ایک مؤقر وفد نے مؤرخہ ۱۲ر فروری ۲۰۲۲ء سے ۲۲ر فروری ۲۰۲۲ء تک ضلع مدھوبنی کے مختلف علاقہ جات کا دورہ کیا، اس وفد کی قیادت امارت شرعیہ کے نائب ناظم اور دارالعلوم الاسلامیہ کے سکریٹری حضرت مولانا سہیل احمد ندوی فرما رہے تھے، اس وفد میں جناب مولانا ومفتی شکیل احمد صاحب قاسمی شیخ ثانی دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا ومفتی محمد تبریز صاحب قاسمی ناظم تعلیمات دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا ومفتی آفتاب عالم صاحب قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا قاضی رضوان احمد صاحب مظاہری قاضی شریعت امارت شرعیہ یکہتہ ضلع مدھوبنی، جناب قاضی امداداللہ صاحب قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ گواپوکھر مدھوبنی، جناب مولانا زین الحق صاحب قاسمی مبلغ امارت شرعیہ اور جناب مولانا ارشاد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ شامل تھے، جب کہ یکہتہ کے پروگرام میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی بھی شریک ہوئے۔

اس وفد نے مدھوبنی ضلع کے ڈمرا، گیدرگنج، کلہریا دھتا، اندھر ٹھاری، جمیلا بازار، شیوا، مواہی، ستگھرا، گدھرائین، ہرنا، مروکیا، رہیکان، بابوبڑھی، گھنگورہ، مصرولیا، چھوڑاہی، ترہوتہ، لدنیا، برموتر، اکہری، کھوٹونہ بازار، بسہا، برہڑا، مجھوڑا، کمل پور، مہراج پور وخوش حال پٹی، اگاڑی، یکہتہ، طوفان پور، نرہیا بازار، لوکہی اور ڈکہی کا دورہ کیا۔ وفد میں شامل علماء کرام نے امارت شرعیہ کا تعارف کرانے کے علاوہ کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد واتفاق قائم کرنے، مکاتب کے نظام کو فعال بنانے، فکر آخرت پیدا کرنے، عشر اور صدقات وزکوٰۃ ادا کرنے، ارتداد کی لہر کو دور کرنے، صحیح تجوید کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے، نماز کی پابندی کرنے، جہیز وتلک سے معاشرہ کو پاک کرنے، امارت شرعیہ کے ساتھ جڑ کر رہنے، حضرت امیر شریعت کی سمع وطاعت کرنے اور امارت شرعیہ کے بیت المال کو مستحکم کرنے کی دعوت دی۔ علماء کرام کے خطابات کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے یکہتہ کے پروگرام میں کہا کہ اس وقت پورے ہندستان میں آر ایس ایس کی حلیف ذیلی تنظیموں کے ذریعہ مسلم لڑکیوں کو مختلف ہتھکنڈے استعمال کر کے غیر مسلم لڑکوں سے شادی کرنے پر اکسایا جاتا ہے، اس مہم میں کامیاب لڑکوں کو خطیر رقم دی جاتی ہے، تاکہ وہ انہیں لبھانے، محبت کے جال میں پھنسانے اور اپنے بستر تک لے جانے میں کامیاب ہوجائیں، ملک کے مختلف حصوں اور بہار کے بہت سارے اضلاع سے اس قسم کی تشوشناک، المناک اور پریشان کن خبر ہر دن موصول ہو رہی ہے، اس طرح ان لڑکیوں کو دین وایمان سے بے زار کر کے ہندو مذہب میں داخل کرنے کا سلسلہ جاری ہے، اس پر دھیان دینے کی ضرورت ہے، ہر ماں باپ اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا انتظام کرے، تو ان شاء اللہ یہ فتنہ دب جائے گا۔ مولانا نے مزید کہا کہ امارت شرعیہ ملت کا عظیم سرمایہ ہے، اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے، ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، ہم آپس میں جماعتی، گروہی، فکری وابستگیوں سے بالاتر ہو کر کلمہ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہوجائیں، ان شاء اللہ کوئی طاقت اس میں مداخلت نہیں کرے گی، اگر ہم آپس میں تقسیم ہوگئے تو یاد رہے ہمیں زوال سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے، امارت شرعیہ کا پیغام یہی ہے۔

قائد وفد جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ امارت شرعیہ ایک امیر کی ماتحتی میں انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے، امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم اور ہدایت کے مطابق کام انجام دیا جارہا ہے، ۳۷/ دارالقضا، پانچ اسکول، پانچ ٹیکنیکل ادارے، مولانا سجاد میموریل ہاسپٹل، سو سے زیادہ مکاتب، عظیم دینی وتعلیمی ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ، المعہد العالی کے ذریعہ دینی تعلیمی خدمات میں مصروف ہے، موجودہ امیر شریعت کا عزم ہے کہ ہر ضلع میں امارت پبلک اسکول اور ہر بلاک وپنچایت میں مکاتب کا نظام قائم کیا جائے۔ مولانا نے کئی جگہ اتحاد واتفاق کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ مل جل کر رہنے اور اکٹھے زندگی گزارنے کا نام معاشرہ ہے، اسلامی تعلیمات کے آنے سے پہلے بھی لوگ مل جل کر رہتے تھے، زمین کے مختلف حصوں میں لوگ مختلف طریقوں سے زندگی گزارا کرتے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو مسلم معاشرہ کی ایسی خصوصیات عطا فرمائیں کہ جن سے انسان کو محض اپنے زندہ رہنے کے لیے ہی نہیں بل کہ اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ دوسروں کی زندگی میں مکمل طور پر شریک ہونے کی تعلیم ملتی ہے۔ جناب مولانا مفتی شکیل احمد صاحب قاسمی نے کہا کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا یاد کرنا جہاں انسان کے لیے ثواب وبرکت کا موجب ہے وہیں محبت اور خلوص کے ساتھ تلاوت کرنے والے فرشتوں کی دعاؤں سے حصہ پاتے ہیں، اسی طرح احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن قرآن شریف خود بھی صاحب قرآن کے لیے اپنے رب سے سفارش کرے گا کہ اسے عزت کا جوڑا اور عزت کا تاج پہنایا جائے، قرآن اپنے رب کے حضور عرض کرے گا تو اس سے راضی ہوجا، اور پھر اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے زینوں پر چڑھتا جا، یعنی اسے ہر ایک آیت کے بدلے نیکیاں ملیں گی اور اس کے درجات بلند کیے جائیں گے۔ جناب مولانا مفتی آفتاب عالم قاسمی نے اس دورہ کے اکثر مقامات پر تعلیم وتربیت کو اپنا عنوان بناتے ہوئے کہا کہ اگر ہم نے اپنے بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا انتظام نہیں کیا، اور ہمارا بچہ جہنم میں جانے کا مستحق ہوگیا تو وہ بچہ جہنم کے دن ہمارا دامن پکڑے گا کہ اے اللہ اگر ہم نافرمان ہونے کی وجہ سے جہنم میں جانے کے مستحق ہیں تو ہم سے پہلے ہمارے اس ماں باپ کو جہنم میں ڈال دے، کیوں کہ انہوں نے ہمیں پیسوں کی مشین تو بنایا، لیکن آپ کی معرفت سے ہم کو دور رکھا، اس لیے اپنے بچوں کی تعلیم پر دھیان دیں۔

جناب مولانا مفتی محمد تبریز قاسمی نے کہا کہ جہیز ہمارے معاشرہ میں ایک ناسور بنا ہوا ہے، بہت ساری لڑکیاں جہیز کی لعنت کے سبب خودکشی کر رہی ہیں، اور غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی کر رہی ہیں، یاد رکھیے جہیز لینا اور دینا دونوں حرام ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہیز لینے والا اور دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے، اس لیے اپنے معاشرہ کو اس سے پاک کریں۔ جناب قاضی رضوان احمد صاحب مظاہری نے چھوڑاہی کی جامع مسجد میں کہا کہ اہل علم سے محبت کریں، کیوں کہ جو شخص اہل علم سے محبت نہیں کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ ہلاک ہوجائے گا اور جہنم میں جائے گا، اور اپنے بچوں کو مکتب میں بھیجیں، یہی امام صاحب آپ کے بچوں کی دنیا بھی بنائے گا اور آخرت بھی بنائے گا۔ جناب قاضی امداداللہ قاسمی نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں، ہمارا کام اسلامی طریقے کے مطابق ہو، اپنے رشتے کو دارالقضاء سے مربوط بنائیں، اور کسی بھی قسم کے تنازع کا حل دنیاوی کورٹ کے بجائے دارالقضاء سے حل کروائیں۔ اس سے آپ کا وقت بھی بچے گا، عزت بھی بچے گی، اور آپ کو پیسہ بھی برباد نہیں ہوگا۔ جناب مولانا زین الحق قاسمی اور مولانا ارشاد رحمانی مبلغین امارت شرعیہ نے شرکاء کا بھرپور خیال رکھا، اور بیت المال کے استحکام کی کوشش میں لگے رہے، اللہ تعالیٰ اس دورہ کو قبول فرمائے (آمین)

اس موقع پر جناب مولانا ابوالکلام قاسمی صاحب ڈمرا، جناب مفتی مہتاب عالم قاسمی گیدرگنج، جناب اسلم پروانہ اندھرا ٹھاری، جناب مولانا عمران عالم صاحب قاسمی جمیلا بازار، جناب مولانا منظور احمد شمسی صاحب، جناب ڈاکٹر جبرئیل صاحب، جناب مولانا ابوالحیات صاحب مفتاحی، جناب پروفیسر محمد کاظم علی صاحب، جناب مولانا مطیع الرحمان صاحب مفتاحی، جناب ارشاد احمد ہیرا صاحب، جناب ماسٹر مشتاق علی صاحب رکن شوری امارت شرعیہ، جناب مولانا مطیع الرحمان صاحب قاسمی پرنسپل مدرسہ رحمانیہ یکہتہ، جناب حاجی وارث علی صاحب کمل پور، جناب مولانا پرویز عالم صاحب کمل پور، جناب یامین صاحب ہرنا، اور جناب مولوی نذیر صاحب گیدرگنج نے خصوصی طور انارت شرعیہ کے اس وفد کا والہانہ استقبال کیا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بقیہ : زبان پر قابو رکھئے

لیکن سماج میں دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ اپنی زبان کو بے تحاشا چلاتے ہیں، ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، غصہ، نفرت، حسد، بغض اور منافرت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، انہیں اس وقت اللہ کا خوف نہیں ہوتا، دل آزاری اور توہین وتذلیل کے جملے استعمال کرنے میں انہیں مزہ آتا ہے سکون ملتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ، انسان کو زبان سے نامناسب نازیبا اور ناپسندیدہ بات کہنے میں کوئی وقت نہیں لگتا۔ لیکن اس غیر مناسب اور نازیبا گفتگو سے وہ خدا کی نگاہ سے گر جاتا ہے اور اپنی آخرت تباہ کر ڈالتا ہے۔ زبان کی لغزش کوئی معمولی لغزش اور چوک نہیں ہے۔

اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ دنیا میں انسان کی ذمہ داری اور پوزیشن کتنی نازک ہے۔ ذرا سی غفلت سے معاملہ کتنا نازک اور خطرناک ہوجاتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو عزت ومرتبہ اور شان وشوکت عطا کی ہے، اس کا لازمی اور فطری تقاضا ہے کہ وہ ایسا کوئی عمل اور کام نہ کرے اور اپنی زبان پر کوئی ایسی گفتگو اور بات لانے کا بھی روادار نہ ہو جو اس کے شایان شان نہ ہو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی بھی شخص اس معاملہ میں بے پروائی سے کام لیتا ہے تو خود اس کی ذات اور شخصیت کو نقصان پہنچتا ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ قدم کا پھسلنا اتنا زیادہ خطرناک اور اندیشہ ناک نہیں ہوتا، جتنا زبان کا پھسلنا آدمی کے لئے مہلک اور مضر ثابت ہوتا ہے۔ قدم کے پھسلنے سے آدمی صرف زمین پر گرتا ہے۔ اسے جسمانی چوٹ ہی آسکتی ہے یا آتی ہے، لیکن زبان کی لغزش آدمی کے وقار، عظمت، شان وشوکت اور شخصیت ہی کو مجروح کر دیتی ہے۔ اور ہم کسی کے لئے اس سے بڑے کسی نقصان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بے شمار فتنے اور ناموافق حالات ایک زبان کی وجہ سے اٹھتے ہیں۔ یہ زبان انسان کو اس مقام تک پہنچا دیتی ہے، جہاں سے بچنے کی کوشش وہ پوری زندگی کرتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے: ''اللسان جرمه صغير و جرمه كبير'' زبان کا عضو چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کے جرم وگناہ بھاری اور بہت ہوتے ہیں۔

جھوٹ، غلط بیانی، دروغ گوئی اور فضول گوئی کی تو اس دین اور شریعت میں کوء گنجائش ہے ہی نہیں۔ لیکن وہ باتیں بھی جو مفید ہوتی ہیں، ان میں بھی مبالغہ، ریا، نمائش، تصنع وغیرہ کتنی ہی آفات کی آمیزش کا خدشہ پایا جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ خاموشی بے شمار آفتوں اور مصیبتوں سے آدمی کو نجات دلاتی ہے۔ (مستفاد کلام نبوت جلد دوم)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جن چیزوں کو آپ میرے لئے خوفناک خیال فرماتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خوفناک کون سی چیز ہے؟ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا۔ ''یہ''۔ (ترمذی)

حدیث کے شارحین نے لکھا ہے کہ زبان کے غلط اور بے محل استعمال کا فتنہ سب سے خطرناک ہوتا ہے۔ انسان کا ہر فقرہ اور جملہ جو اس کی زبان سے ادا ہوتا ہے وہ اپنی تاثیر کے اعتبار ولحاظ سے شہد بھی ہے اور زہر بھی۔ اس کا انحصار اس شخص پر ہے جو زبان سے الفاظ ادا کرتا ہے۔ اس لئے زبان کے سلسلہ میں آدمی کو بہت ہی محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی الفاظ دلوں کو جوڑتے بھی ہیں اور دلوں کو توڑتے بھی ہیں۔

اس حدیث میں آخری دونوں جملے اور نصیحت، بھی آج کے حالات کے تناظر میں انتہائی اہم ہیں کہ فتنہ کے زمانے میں انسان کو جلوت چھوڑ کر خلوت اختیار کر لینا چاہئے اور خواہ مخواہ لوگوں کے ساتھ نشست وبرخاست سے بھی بچنا چاہیے۔ اور فتنہ سے بچنے کے لئے اور اپنی نجات کے لئے انسان کو خدا کے حضور رونا اور گڑگڑانا چاہئے۔ اپنی غلطی کا جائزہ لینا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حقائق کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین

Scanned with CamScanner

بقیات

بقیہ ...... حضرت مولانا محمد ولی رحمانی ایک عہد ساز شخصیت

وقت گزرتا چلا گیا اور فراغت کے بعد دارالعلوم وقف دیوبند سے وابستگی ہوگئی، ان کی رہنمائی، خردنوازی سے ہمیشہ مستفید ہوتا رہا؛ کیوں کہ آپ کی یہ خوبی تھی کہ ذرہ بے نشاں کو کندن بنا کر آفتاب و ماہتاب بنا دیتے تھے، جوہر شناسی، مردم گری اور شخصیت سازی میں آپ بے مثال تھے۔ اپنے اہم پروگراموں میں مجھ حقیر کو ساتھ رکھتے تھے۔ خصوصاً جب ضلعی سطح پر نقباء وممبران کی تربیت کے لیے یکے بعد دیگرے تسلسل کے ساتھ مختلف اضلاع میں امارت شرعیہ کے اجلاس منعقد ہوئے تو راقم الحروف کو پیش پیش رکھا اور خدمت کا موقع دیا؛ اسی لیے یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ امارت شرعیہ کی ساخت و کاز کو حضرت والا نے جو مضبوطی عطا کی ہے، وہ امارت شرعیہ کی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ بہ حیثیت امیر شریعت آپ کی زندگی نہایت ہی تابناک اور عبقری ہے؛ کیوں کہ بہت کم وقت میں آپ نے وہ کارنامے انجام دیئے ہیں، جن کا اس مختصر عرصے میں تصور بھی محال سا لگتا تھا؛ لیکن حضرت والا نے یہ ثابت کر دکھایا کہ

گر حوصلہ بلند ہو، کامل ہو شوق بھی
وہ کون سا کام ہے، جو انساں نہ کر سکے

اگر حضرت مفکر اسلامؒ کی زندگی کا سرسری بھی مطالعہ کیا جائے، تو بھی اوراق کثیرہ درکار ہیں۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ ان چند سطور میں ان کی حیات وخدمات، افکار ونظریات اور آثار ونقوش کو سمیٹا جاسکے، یہ تو بس چند بکھرے ہوئے خیالات اور منتشر یادوں کی ادنی سی جھلک ہے، جو بے اختیار قلم وقرطاس کی مدد سے صفحات پر نقش ہوگئے ہیں، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی یادوں کا بحر ذخار اس قدر موجزن ہے کہ ایک مستقل کتاب تیار ہوجائے۔ اعصاب پر کنٹرول کرکے یہ چند سطریں لکھنے کی کوشش کی ہے ان شاء اللہ بعد میں تفصیلی مضمون قسط وار آپ کے سامنے پیش ہوگا۔ خداوند قدوس سے دعاء فرمائیے کہ وہ آپ کی مغفرت فرمائے، درجات کو بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نُور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بقیہ ...... سیکولر اور جمہوری اداروں کو مذہبی تعصبات سے پاک رکھئے

اداروں میں مختلف رنگ ونسل اور مذہب سے تعلق رکھنے والے طلبا اور ان کی نمائندہ تنظیموں کے بیچ تعلیم حاصل کرنے والے مسلم طلبا کی ذمہ داری کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ ان اداروں میں زیر تعلیم مسلم طلبا کو جہاں اپنے حصول تعلیم کی ذمہ داری کو ادا کرنا ہے وہیں ان کے کندھوں پر اپنے پروردگار کی جانب سے ڈالی گئی وہ عظیم ذمہ داری بھی ہے جو ان کے پاس اسلام کی شکل موجود ہے۔ اللہ کی اس بہترین نعمت اور امانت کو دیگر طلبا تک پہنچانا مسلم طلبا کا دینی فریضہ ہے اور یہ فریضہ کسی بھی حال میں ساقط نہیں ہوسکتا۔ مسلم طلبا کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی اخلاق واقدار کو اپنی زندگی میں عملی طور پر نافذ کریں تاکہ وہ اپنے کردار و عمل کے ذریعہ اللہ کی اس امانت کو اپنے ساتھی طلبا تک پہنچا سکیں اور انھیں یہ پیغام دے سکیں کہ دیکھو ایک باعمل مسلمان سراپا خیر ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق واقدار کا عملی نفاذ ہی وہ پہلا مرحلہ ہے جس سے آپ دوسروں کو اسلام کی طرف متوجہ اور راغب کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کی زندگی میں دین اسلام نہیں ہے، آپ کے گفتار و کردار میں تضاد ہے، آپ اپنی زبان سے اسلام کی تسبیح پڑھتے ہیں اور عمل سے طاغوت اور باطل کی ترجمانی کرتے ہیں تو کوئی بھی آپ کی باتوں پر کان نہیں دھرے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلم طلبا پہلے خود کی زندگی میں اعلیٰ اسلامی اصول واقدار کا نفاذ کرکے عملی مظاہرہ کریں۔ تحریکی طلبا کو یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اسلامی اخلاق واقدار پر محض عمل کرنے سے ہی ملّی اور دینی ذمہ داری مکمل نہیں ہوجاتی ہے بلکہ اپنی زندگی میں اسلام کے نفاذ کے بعد ہمارے لیے ضروری ہے ہم اپنی زبان سے، منصوبہ بند طریقے سے، تحریکی انداز میں دیگر طلبا کے سامنے اسلام کا تعارف پیش کریں، انھیں اسلام کی خوبیوں سے روشناس کرائیں اور اسلام کے تئیں ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں۔ ان اداروں میں زیر تعلیم مسلم طلبا اور تحریکی ساتھیوں کو چاہیے کہ ہر وقت اپنے طلبا ساتھویں کی مدد کے لیے تیار رہیں اور ہر اچھے اور خیر کے کام میں ان کا ساتھ دیں۔ مسلم طلبا کو چاہیے کہ وہ اپنے اخلاق وکردار کو اتنے بلند مقام تک لے جائیں جہاں سے ان میں اور دیگر طلبا میں نمایاں فرق دکھائی دینے لگیا ور وہ ساتھیوں میں ایک مثال بن جائیں۔ تحریکی طلبا کو چاہیے کہ وہ اپنی تحریکی ودینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسلم اور غیر مسلم تنظیموں، جماعتوں اور تحریکوں کے درمیان کوآرڈینیشن پیدا کرنے اور ان کے درمیان ایک پل قائم کرنے کی کوشش کریں تاکہ سیکولر تعلیمی اداروں کے جمہوری اور پرسکون ماحول کو برقرار رکھا جاسکے۔ تحریکی طلبا پر یہ اضافی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ فسطائی طاقتوں اور ان کے خوفناک ارادوں کے تعلق سے اپنے طلبا ساتھیوں کے درمیان بیداری پیدا کرنے اور انھیں پیش آئند حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کرنے میں بھی اپنا رول ادا کریں۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از: اشتیاق حیدر قاسمی سمستی پوری خادم امارتِ شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار

خود خدا تھا میزباں میرے رسولِ پاک ﷺ کا	معجزہ یہ ہے عیاں میرے رسولِ پاک ﷺ کا
مسجدِ اقصیٰ میں نبیوں کی امامت مل گئی	مرتبہ دیکھو یہاں میرے رسولِ پاک ﷺ کا
انبیاء تھے آسماں پر خیر مقدم کے لیے	منتظر تھا آسماں میرے رسولِ پاک ﷺ کا
رک گئے جبریل سدرہ پر، نہ آگے بڑھ سکے	تھا سفر لیکن رواں میرے رسولِ پاک ﷺ کا
رخ سے پردہ ہٹ گیا دیدارِ دلبر ہو گیا	تھا خدا خود نعت خواں میرے رسولِ پاک ﷺ کا
کہہ دیا بوبکر نے حق ہے سفر معراج کا	ہے اگر ایسا بیاں میرے رسولِ پاک ﷺ کا
نعت گوئی جس قدر بھی کر لے حیدر کم ہے وہ	حق ادا ہوگا کہاں میرے رسولِ پاک ﷺ کا

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۰۸/۵/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی)

سلمٰی خاتون بنت محمد لطیف مرحوم مقام بریار پور ڈاکخانہ بریار پور ضلع مظفر پور۔ فریق اول

بنام

محمد شمیم ولد محمد قاسم مقام محمد پور پوجھا، ڈاکخانہ بھابھن ٹولی، ضلع ویشالی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں عرصہ ۶؍سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷؍شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۱؍مارچ ۲۰۲۲ء بروز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۹۶/۱۴/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مشرقی چمپارن)

افسانہ خاتون بنت شمس الحق مقام بہلول پور، بہلول پور ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق اول

بنام

محمد راشد ولد محمد عقلو مقام کسمہوا، چند نبارہ، ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مشرقی چمپارن میں غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۶؍شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰؍مارچ ۲۰۲۲ء روز اتوار بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۵۷/۱۱/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گدام والی مسجد سوپول)

نور جہاں خاتون بنت محمد کلام مقام ملکوریہ وارڈ ۷، ڈاکخانہ لتونا بلاک تروینی گنج ضلع سوپول۔ فریق اول

بنام

نبی سین ولد محمد سلیمان مقام نوری کالونی شام پورہ روپ نگر روپر پنجاب۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گدام والی مسجد سوپول میں غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷؍شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۱؍مارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

پلاسٹک کے برتنوں کا استعمال صحت کے لئے نقصاندہ

بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ضروریات زندگی میں تیزی سے اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔روزمرہ اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں اوران کی طلب بڑھتی جارہی ہے۔انسان نے جدت پسندی وفراوانی کے ساتھ ہزار ہانت نئی آسانیاں اور وسائل تلاش کئے ہیں سائنس کی ترقی کی ایک مثال پلاسٹک سے تیارشدہ مصنوعات کا بے پناہ استعمال ہے جوآج ہماری روزمرہ کی زندگی کا اہم جزو بن چکا ہے۔ پلاسٹک پولیمر ہے جوکئی کیمیائی عناصر واجزاء سے مل کر بنتا ہے۔ماہرین کے مطابق پلاسٹک اور کیمیائی دھات سے انسانی صحت کو بہت خطرات لاحق ہورہے ہیں۔ پلاسٹک سے بنائی گئی مصنوعات واشیاء ایک صدی کے ٹوٹ پھوٹ کے بعد بھی ختم نہیں ہوتیں تجربات کے بعد ماہرین کا ماننا ہے کہ پلاسٹک کو لمبے عرصے تک اگر زمین میں دفن بھی رکھا جائے تب بھی اس کی حالت میں خاطر خواہ تبدیلی واقع نہیں ہوتی ۔اس کا حل صرف حرارت یا کیمیائی محلول ہیں جن کے ذریعے سے ہی پلاسٹک کو باسانی ختم کیا سکتا ہے اوراس کے ساتھ نئے کیمیائی عناصر کے ملاپ سے نئے رنگوں اوراشکال میں ڈھالا جاسکتا ہے۔

پلاسٹک کی ری سائیکل کے دوران ہیٹ پروسیس سے کئی خطرناک اقسام کی گیسیں اور کیمیکل کا اخراج وجود میں آتا ہے۔ یہ گیسز اور کیمیکل ہوا میں شامل ہوکر آب وہوا (گلوبل وارمنگ) میں درجہ حرارت میں اضافہ کے ساتھ انسانوں وحیوانوں کے لئے بے پناہ مضر صحت امراض جن میں گلہ، سانس اور کینسر سمیت دیگر موذی وجان لیوا بیماریاں کے پھیلاؤ کا باعث بنتی ہیں۔ پلاسٹک مصنوعات کے کارخانوں اورفیکٹریوں سے خارج ہونے والا آلودہ پانی سے زرعی زمینوں (اناج، سبزیوں اور پھلوں) کو سیراب کیا جارہا ہے یہی وجہ ہے کہ انسانی جانوں میں قوت مدافعت کی کمزوری اور جان لیوا امراض میں اضافہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔

روزمرہ کے رہن سہن میں تیزی کے ساتھ تبدیلیاں دیکھنے میں مل رہی ہیں، ہرفرد کی کوشش ہے کہ وہ لباس، وضع قطع میں دوسرے سے منفرد نظر آئے اسلئے ریشمی دھاتوں اور پولیسٹر سے تیارشدہ ملبوسات کا بہت زیادہ استعمال عام ہوگیا۔شادی وبیاہ اور دیگر تقریبات میں خواتین کی تیاری ان ملبوسات کے بغیر ناممکن تصور ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ملبوسات کے بہت زیادہ استعمال سے خواتین وبچوں میں جلدی امراض کا اضافہ بھی دیکھنے کومل رہا ہے۔

گھروں کے اندر پلاسٹک کے برتنوں کا استعمال عام ہوچکا۔بازاروں، مارکیٹوں شاپنگ مال کے اندر پلاسٹک انڈسٹری ومصنوعات کی بھرمار ہے۔ملکی وغیر ملکی ہرقسم کے فوڈ سیٹ، ٹی سیٹ، کراکری میں پلاسٹک کی بے پناہ ورائٹی موجود ہے۔ان برتنوں کے استعمال سے پلاسٹک کے اجزاء ہمارے جسم میں کھانے کا حصہ بن کر معدہ، خوراک کی نالی اور دیگر بیماریوں کا موجد بن رہے ہیں۔

روزمرہ کی خریداری کے اندر پلاسٹک وشاپنگ بیگ کا استعمال بازاروں، مارکیٹوں، دوکانوں میں عام ہے۔

ماہرین نے پلاسٹک بیگ ولفافے کی تیاری کے دوطریقے واضح کئے ہیں، پہلا طریقہ قدرتی ہے جس میں جانوروں اور نباتاتی اجزاء سے لفافے بنائے جاتے ہیں اور دوسرا طریقہ تجرباتی ہے جس میں فیکٹریوں و کارخانوں کے اندر پلاسٹک اور دیگر کیمیکز کے استعمال سے شاپنگ بیگ بنائے جارہے ہیں۔ پولی تھین کے یہ لفافے نکاسی آب کی لائنوں کو مکمل طور پر روک دیتے ہیں ہمارے ملک میں ری سائیکل اور ویسٹ مینجمنٹ کا نظام نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے پلاسٹک کے لفافے و بیگ سیوریج سسٹم کی تباہ وبربادی کا سامان پیدا کررہے ہیں۔پائپ لائنز بلاک ہونے پر پانی سڑکوں اور گلیوں میں تالاب کا منظر پیش کرتا ہے، جن پر مکھیاں اور مچھروں کا بسیرا رہتا ہے اور وبائی امراض کے جراثیم بہت تیزی کے ساتھ افزائش نسل پاتے ہیں۔ پائپ لائنز پھٹ جانے سے بہت سے حادثات بھی رپورٹ ہوئے ہیں۔سالانہ ترقیاتی کاموں کی مد میں بھاری فنڈ نالوں، اور ویسٹ لائنوں کی صفائی وستھرائی اور مرمت پر خرچ ہوتے ہیں۔عوام کی ویلیفئر کا پیسہ جوصحت، تعلیم اور دیگر فلاح وبہبود پر خرچ ہونا چاہئے وہ ہرسال ان ترقیاتی کاموں کی نظر میں ضائع ہوجاتا ہے۔

یورپ میں ہرسال اوسطاًفی شہری دوسو پلاسٹک بیگ استعمال کرتے ہیں جن میں وقت کے ساتھ روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔آٹھ بلین سے زائد شاپنگ بیگز کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے، جو ماحولیاتی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔یورپی کمیشن نے اردگرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے کئی تجاویز پر عمل درآمد شروع کیا ہے جن میں 50 مائیکرونز یا 0.05 ملی میٹر سے کم موٹائی والے شاپنگ بیگ، کیریئر بیگز کے استعمال کو کم سے کم کرنا، انتہائی پتلے پلاسٹک بیگ ری سائیکل نہ کرنا تاکہ پلاسٹک کے زیادہ موٹے شاپنگ بیگز کے مقابلے میں یہ کوڑے کرکٹ کے ڈرموں، باسکٹوں میں زیادہ استعمال ہوسکے جیسے موثر اقدامات شامل ہیں۔کسٹمرز اور صارفین سے پلاسٹک کے ان ڈسپوزایبل شاپنگ کی فراہمی پر معمولی سی قیمت بھی چارج کی جائے گی۔ آئندہ برسوں میں یورپی یونین نے پلاسٹک کے شاپنگ بیگز کے استعمال کی کمی اور مجموعی حجم میں اوسطا 80 فیصد کمی کا ٹارگٹ طے کیا ہے۔

تمام شہریوں کو چاہیے کہ اپنی زندگیوں میں قوت مدافعت کو بڑھانے کے لئے اور بیماریوں سے لڑنے کے لئے پلاسٹک کے استعمال کو اپنی روزمزہ زندگی سے کم سے کم کردیں۔بازار میں خریداری کے دوران کپڑے کا تھیلے کی عادات ڈالیں۔ اشیاء خوردونوش، پھل اور سبزی کی خریداری کے لئے لکڑی، کین ٹوکری کا استعمال کریں۔ پلاسٹک کے لفافوں میں روٹیاں، سالن اور دیگر اشیاء کی پیکنگ نہ کروائیں۔گھروں، دفاتر میں پلاسٹک کے برتن کی بجائے مٹی، چینی اور کانچ کے برتنوں کے پرانے رواج کو اپنائے جائیں۔گھروں میں فریج میں رکھے ہوئے سالن اور دیگر اشیاء کو چولہے پر گرم کریں۔ان برتنوں میں گرم کرنے پر پلاسٹک کی بجائے شیشے، مٹی یا چینی کے برتن کا استعمال کریں اور گرم کرتے وقت برتن کو ڈھانپ کر رکھیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

وفاق المدارس سے ملحق مدارس کے سالانہ امتحانات ۱۲؍مارچ سے

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ سے ملحق مدارس کے سالانہ امتحانات امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی اجازت سے ۱۲؍مارچ سے ۱۶؍مارچ ۲۰۲۲ء مطابق ۸؍تا ۱۲؍شعبان ۱۴۴۳ھ منعقد ہوں گے، امتحانات کی تیاری آخری مرحلہ میں ہے،سوالات کی ترتیب وتعدیل کا کام مکمل ہوچکا ہے ،مطلوبہ تعداد میں کاپیاں مراکز امتحان کو جلدی بھیج دی جائیں گی، یہ بات مولانا مفتی انوار احمد قاسمی ناظم امتحان وفاق المدارس نے ناظم وفاق مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، نائب ناظم امتحان مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی اور مدارس کے ذمہ داران سے مشورہ کے بعد ایک اخباری اعلامیہ میں کہی ہے،انہوں نے فرمایا کہ وفاق کی امتحان کمیٹی کی میٹنگ مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۲۰۲۲ء کو زوم پر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی صدارت میں ہوئی تھی، اس وقت حالات معمول کے مطابق نہیں تھے،کووڈ گائڈ لائن کی وجہ سے مدارس بند تھے؛اس لئے طے ہوا تھا کہ امتحانات شوال میں لیے جائیں گے، لیکن اب حالات معمول کے مطابق ہیں،کووڈ سے متعلق پابندیاں بھی اٹھالی گئی ہیں،ایسے میں مدارس کے ذمہ داران کی رائے لی گئی اوران میں سے بیشتر نے شعبان میں ہی امتحان لینے پر زور دیا؛ کیوں کہ ڈیڑھ دو ماہ کی تعطیل کے بعد بچوں کا درسی کتابوں سے تعلق منقطع ہوجائے گا، اورانہیں سوالات حل کرنے میں دشواری پیش آسکتی ہے، ان حالات کی روشنی میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اجازت دی ہے کہ یہ امتحان شعبان میں لے لیا جائے، چنانچہ اب یہ امتحانات ۱۲؍مارچ سے ۱۶؍مارچ تک منعقد ہوں گے،نقشۂ امتحان جلد ہی ملحقہ مدارس کے ذمہ داروں کو بھیج دیا جائے گا، یہ اطلاع مفتی محمد سعید کریمی رفیق وفاق المدارس الاسلامیہ نے دی ہے۔

لالو یادو کو چارہ گھوٹالے میں پانچ سال کی سزا اور ساٹھ لاکھ جرمانہ

غیر منقسم بہار کے اربوں روپے کے چارہ گھوٹالہ کے سب سے بڑے معاملے میں ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے سی بی آئی کی خصوصی عدالت نے راشٹریہ جنتادل (آر جے ڈی) کے سپریمو لالو پرساد کو پانچ سال قید اور 60 لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی۔رانچی میں خصوصی سی بی آئی جج ایس کے ششی کی عدالت نے لالو پرساد اور دیگر ملزمان کی سزا پر سماعت کرتے ہوئے یہ سزا سنائی۔اس سے قبل 15 فروری کو عدالت نے رانچی کے ڈورانڈا خزانے سے غیر قانونی طور پر 139.35 کروڑ نکالنے کے معاملے میں لالو پرساد سمیت 75 ملزمان کو قصوروار ٹھہرایا تھا،جن میں سے 41 کو چھوڑ کر دیگر کو پہلے ہی سزا سنائی جاچکی تھی، جب کہ اس دن تین ملزمان عدالت میں جسمانی طور پر پیش نہیں ہوپائے تھے۔

سپریم کورٹ، سرپورکر کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ لے گی

سپریم کورٹ نے کہا کہ جسٹس (ریٹائرڈ) وی ایس سرپورکر کی زیر قیادت انکوائری کمیشن کی داخل کردہ رپورٹ کا جائزہ لے گی۔ایک وٹرنری ڈاکٹر کی عصمت ریزی وقتل کے چاروں ملزمین کو انکاؤنٹر میں ہلاک کئے جانے والے معاملہ کی جسٹس سرپورکر نے تحقیقات کی تھیں یہ انکاونٹر، حیدرآباد کے قریب 6 دسمبر 2019 کو پیش آیا تھا۔چیف جسٹس این وی رامنا کی زیر قیادت تین رکنی بنچ جو جسٹس اے ایس بوپنا اور جسٹس ہیما کوہلی پر مشتمل ہے، نے کہا کہ وکلا کے بحث و دلائل کے بعد اس رپورٹ کا جائزہ لیا جائے گا۔کمیشن نے 4 افراد کے مبینہ قتل کی تحقیقات کی تھی، یہ چاروں، ایک وٹرنری ڈاکٹر کی عصمت ریزی وقتل کے ملزمین بتائے گئے اوران ملزمین کو پولیس نے مبینہ طور پر ایک انکاؤنٹر میں ہلاک کردیا تھا۔سپریم کورٹ نے کہا کہ اس کیس میں کسی دوسرے کو فریق بنانے کی درخواستیں قبول نہیں کی جائیں گی۔بنچ نے کہا کہ ہم اس کو دیکھیں گے اوراس کا جائزہ لیں گے۔کمیشن نے جاریہ سال 28 جنوری کو سپریم کورٹ میں اپنی رپورٹ پیش کردی تھی۔

مہاراشٹر میں خواتین آزادانہ طور پر حجاب پہن کر گھوم سکتی ہیں، گورنر کوشیاری

ملک میں جاری حجاب تنازعے کے بیچ مہاراشٹر کے گورنر بھگت سنگھ کوشیاری نے خواتین کے ایک وفد کو یقین دلایا ہے کہ وہ مہاراشٹر میں حجاب کے خلاف کوئی بھی ایسا قانون نافذ نہیں ہونے دیں گے جس سے خواتین کے حقوق پر ضرب پڑے۔حجاب کے معاملے کو لے کر ممبئی اور مہاراشٹر میں بھی بے چینی پائی جارہی ہے اور جگہ جگہ احتجاج بھی ہورہے ہیں۔اس درمیان مہاراشٹر پولیس نے ریاست میں نظم ونسق کی صورت حال کے پیش نظر ممبئی اور مہاراشٹر کے بیشتر اضلاع میں احتجاج کی اجازت کو منسوخ کردیا۔اس درمیان گورنر کوشیاری نے سماج وادی پارٹی کے خواتین وفد کو اس بات کا یقین دلایا کہ ریاست مہاراشٹر میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا جس سے خواتین کے حقوق پر ضرب لگے۔

Volume:62/72,Issue:09 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

کوشش بھی کر امید بھی رکھ راستہ بھی چن
پھر اس کے بعد تھوڑا مقدر تلاش کر (ندا فاضلی)

اسلامی کلچر کو بدلنے کی ناپاک سازش

مولانا مفتی محمد احسان رشیدی

عصر حاضر میں مادیت پرستی فحاشی اور عریانیت عروج پر ہے، حیوانی جذبات کو تسکین دینے کیلئے تمام تر وسائل ذرائع اور اسباب جمع کئے جا رہے ہیں، بلکہ نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے جتنی بھی معاشرتی سماجی پابندیاں اور رکاوٹیں ہیں ان کو قوانین وضع کر کے دل و دماغ سے کھرچ دینے کی زبردست مہم چلائی جا رہی ہے، اغیار کبھی ہم جنس پرستی کا قانون پاس کرتے ہیں تو کبھی مرد و زن کے آپسی رضامندی سے باہمی تعلقات کی اجازت دیتے ہیں، کبھی عورت کو بغیر محرم کے حج پر جانے کا جواز فراہم کرتے ہیں، ان سب کوششوں کے پیچھے صرف ایک ہی مقصد کارفرما ہے کہ کسی بھی طرح اسلامی معاشرہ کو ختم کر دیا جائے، چونکہ اغیار اسلام مخالف نظریہ کے حامل ہیں، انہیں پاکیزگی تقدس روحانیت شرافت قطعاً برداشت نہیں، وہ نفسانیت کے خوگر عیش و عشرت کے دلدادہ خواہش پرستی میں انتہاؤں کو چھو لینے والے ہیں اسی کی تعلیم دیتے ہیں اور اسی کی اشاعت چاہتے ہیں ان کے اکثر پروگرام اس پر مبنی ہیں دور جدید میں الیکٹرونک میڈیا فحاشی کی ترویج میں جو سرگرم کردار ادا کر رہا ہے وہ کسی بھی ذی ہوش پر مخفی نہیں ہے، قرآن کریم شاہد ہے: "یہود ونصاریٰ اور مشرکین چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے" جب کہ اس کے برعکس اسلام قدم قدم پر پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے، چنانچہ یہ حکم دیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر پر آ کر صاحب خانہ کو آواز دے تو اندر سے عورتیں لچکیلی آواز میں جواب نہ دیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی دل پھینک آدمی دل دے بیٹھے اور آواز پر ہی عاشق ہو جائے، قرآن کریم ہے کہ "عورتیں جواب دیتے وقت آواز میں لچکیلا پن اختیار نہ کریں ورنہ تو بیمار دل ناجائز امید لگا بیٹھے گا، بلکہ عمومی انداز اختیار کریں" نیز حکم دیا گیا کہ عورت نماز میں مشغول ہو تو سبحان اللہ کے ذریعہ جواب نہ دے بلکہ تصفیق کرے اسی طرح عورت حج میں زور سے تلبیہ نہ کہے، اذان نہ دے، امامت نہ کرائے، بلا ضرورت گھر سے نہ نکلے اگر نکلنے کی اشد ضرورت پیش آئے تو پردہ کا خوب اہتمام کرے، نگاہوں کو نیچی رکھے مرد بھی اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں، عورت بغیر محرم کے سفر نہ کریں، کیونکہ عورت کو غیر محفوظ سمجھ کر کوئی بھی اپنی ہوس کا شکار بنا سکتا ہے، اور عورتوں کو حکم ہے کہ مساجد میں نماز کے لئے نہ آئیں بلکہ گھروں میں نمازیں ادا کریں، خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں اور بجتا ہوا زیور نہ پہنیں، باریک اور چست لباس زیب تن نہ کریں مردوں کی مشابہت سے بچیں، شرم و حیاء کے تعلق سے عمومی احکام میں یہ بھی ہے کہ کوئی بھی بے پردہ کھلے میدان میں غسل نہ کرے، بغیر آڑ اور پردہ کے استنجے کیلئے نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو مرد یا دو عورتیں قریب قریب استنجے کیلئے بیٹھ کر آپس میں باتیں نہ کریں اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے اور دو بالغ مرد عورت یہاں تک کہ بہن بھائی بھی ایک بستر میں نہ سوئیں بلکہ دس سال کی عمر ہو جائے تو بستر سے علیحدہ کر دیئے جائیں، تین اوقات میں نابالغ بچوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ بغیر اجازت کے گھروں میں نہ آیا کریں، گانے بجانے پر سخت پابندی لگائی گئی چونکہ وہ برائی کے جذبات برانگیختہ کرتا ہے، تاہم بے حیائی کی تمام راہوں کو مسدود کیا گیا اور ایسی شاندار ہدایات و تعلیمات دی گئی ہیں کہ کہیں سے بھی برائی اور بدکاری کو وجود میں آنے کا راستہ ہی نہ ملے، مزید معاشرہ میں پاکیزگی اور تقدس باقی رہے، اس کیلئے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا کہ نوجوانوں کو خطاب کیا گیا کہ اے نوجوانوں کے گروہ اگر تم میں سے کوئی شادی کی استطاعت رکھے تو شادی کرے ورنہ تو روزہ رکھے تاکہ شہوانی جذبات قابو میں رہیں قرآن کریم میں ارشاد ہے: "اور چاہئے کہ اپنے آپ کو خوب پاک دامن بنائے رکھیں جو نکاح کی وسعت نہیں رکھتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بے نیاز کر دے"۔

اور حکم دیا کہ بے نکاحوں کا نکاح کر دو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو مطلقہ ہو یا متوفی عنہا زوجہا ہو کوئی بغیر نکاح کے نہ رہے، بلکہ اگر ایک شادی سے جذبات کو تسکین نہ ملے تو دو دو تین تین چار چار تک شادیاں کر سکتا ہے، یہ تمام احکام اسی لئے ہیں تاکہ معاشرہ میں بدکاری کا وجود بالکل نہ ہو اور فرمایا کہ زناکاری کے قریب نہ جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بربادی کا راستہ ہے، اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اس برے کام میں جوانی صحت تندرستی روپیہ پیسہ عزت و کرامت سبھی داؤ پر لگ جاتے ہیں اور آدمی ایمان جیسی دولت سے محروم ہو سکتا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا گیا "اذا زنی العبد خرج منه الایمان" کہ بندہ جب زناکاری میں مبتلا ہوتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے، خدانخواستہ اسی حالت میں موت آ جائے تو بے ایمان دنیا سے رخصت ہوگا، میاں بیوی کو آپس میں اچھے تعلقات کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور لڑائی جھگڑے سے بالکل اجتناب کریں کیونکہ شیطان کی کوشش رہتی ہے کہ آپس میں طلاق دلوا دے اور طلاق کے بعد بھی اگر میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں تو مسلسل حرام کاری وجود میں آئے گی اور جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے حیا، اور بے شرم ہوگی، اس طرح بے حیا، لوگوں کی دنیا میں کثرت ہو جائے گی، اب آپ برسر اقتدار حکمراں طبقہ کے متواتر فیصلوں کا جائزہ لیجئے، اور گذشتہ تفاصیل کے تناظر میں دیکھئے کہ طلاق ثلاثہ نافذ نہ ہونے کے پس پردہ کیا راز پوشیدہ ہے کہ عورت تین طلاق کے بعد بھی اسی کی بیوی رہتی ہے تو دونوں میاں بیوی حرام کاری کے ہمیشہ مرتکب ہوتے رہیں گے، عورتوں کی خیر خواہی کا راگ الاپنے والے کیا بتلا سکتے ہیں کہ ہم جنس پرستی کے قانون پاس کرنے میں عورتوں کی کونسی بھلائی ہے کیا اس میں عورتوں کی ناقدری نہیں ہے اس میں عورتوں کی کونسی عزت افزائی ہوئی کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے خواہش پوری کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے، ان متضاد فیصلوں سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اغیار کا منشا، عورتوں کی ہمدردی اور خیر خواہی نہیں بلکہ اسلامی معاشرہ کو ختم کرنا ہے یہود بڑی چالاکی کے ساتھ عیسائی معاشرہ اور تہذیب کو برباد کر چکے ہیں وہ عیسائیت جس میں رہبانیت کو انسان کی معراج سمجھا جاتا تھا اس کو شراب کباب عیش و عشرت کا ایسا دلدادہ بنا دیا آج شرم و حیاء کا قریب سے بھی گذر نہیں ہوتا ہے، ٹھیک یہی مقصد ہند اسرائیل تعلقات کی گرما گرمی کے پس پشت عیاں ہے وہ چاہتے ہیں کہ اسلامی کلچر و تہذیب کو صرف مساجد تک سمیٹ کر رکھ دیا جائے تاکہ مسلمانوں کا معاشرہ میں کوئی امتیاز و تشخص باقی نہ رہے، سبھی عیش و عشرت بدکاری کے خوگر اور عادی ہو جائیں، مذہبی اصول و ضوابط اقدار و روایات ختم ہو جائیں، ظاہری بات ہے جب تک مسلمان اسلامی ہدایات و تعلیمات اقدار و روایات کے پابند رہیں گے معاشرہ میں بے حیائی جڑ نہیں پکڑ سکے گی، اس لئے یہود و نصاریٰ کی شب و روز یہی کوشش ہے کہ قوانین وضع کر کے لوگوں کو حیاء کے بجائے بے حیائی کا پابند بنا دیا جائے، رفتہ رفتہ لوگ بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں کے عادی ہو جائیں گے اور انہیں کو پسند کرنے لگیں گے، اور اسلامی تعلیمات و ہدایات سے متنفر ہو جائیں گے بلکہ ان کو برا سمجھنے لگیں گے، اس طرح آہستہ آہستہ اسلامی تہذیب و ثقافت کلچر و معاشرت دنیا سے بے نام و نشان ہو کر رہ جائے گی اور یہود و نصاریٰ اسلام کو مٹانے کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں گے، لہٰذا ہوش کے ناخن لیں، غور و فکر کریں اور سمجھیں کہ آج جس چیز کو ہم معمولی سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں اغیار اس کو بڑی تندہی اور مضبوطی کے ساتھ نافذ کرتے جا رہے ہیں، وہ اب مسلمانوں کو نہیں اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں حالات حاضرہ کے تناظر میں اہل ایمان کو چاہئے کہ اپنی نسلوں کو اسلامی معاشرت اور تہذیب سے اچھی طرح واقف کرائیں، اس کیلئے شروع سے ہی اچھی تعلیم گاہوں کا انتخاب کریں اور بے حیائی کے کاموں سے بچنے کی پورے معاشرہ کو تلقین کرتے رہیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈرافٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 94 / 33 / 1988

Scanned with CamScanner